مسلسل اشاعت کا
29 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

36

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

9 تا 15 ربیع الاوّل 1442ھ / 27 اکتوبر تا 2 نومبر 2020ء

مسلمانوں کا اوّلین فرض

حضور ﷺ کو رسول برحق تسلیم کرنے والے ہر شخص پر آپؐ کی رسالت کا ایک حق یہ ہے کہ جس اسوۂ پاک کی پیروی کو وہ اپنی نجات کا واحد سبب یقین کرتا ہے، اس اسوۂ پاک کو تمام دنیا میں سربلند کرنے کی جدوجہد کرے۔ اللہ کی دی ہوئی ہر طاقت کے ذریعہ اس امر کی کوشش کرے کہ ہر انسان رحمۃ للعالمین کے نمونۂ زندگی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ دنیا والوں کو اپنی عملی شہادت سے یہ باور کرائے کہ انسانی فلاح کے لیے رحمتِ عالم کا اُسوہ بہترین اور آخری اُسوہ ہے۔ مسلمان کو صرف اپنی زندگی کو رسول پاک ﷺ کی سیرت پاک کے مطابق ڈھال لینا کافی نہیں ہے، بلکہ آپؐ کی سیرت پاک کو دنیا کے تمام طریقہ ہائے زندگی پر غالب کرنے کی کوشش کرنا فرض اوّلین ہے۔

سورۃ التوبہ آیت 33 میں ارشاد فرمایا گیا:

''وہی اللہ ہے، جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، تاکہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کردے، اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی برا معلوم ہو۔''

یہ فرض رسولؐ کا ہے۔ اور رسولؐ کے بعد آپؐ کے نام لیواؤں کا ہے اور اس امت کا ہے، جو آپؐ کی امت ہونے کے صدقے میں بہترین امت قرار دی گئی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 143 میں ارشاد فرمایا:

''اور اسی طرح اے مسلمانو! ہم نے تم کو عادل امت بنایا، تاکہ تم عام لوگوں کے لیے شہادت حق کا فرض ادا کرو، اور رسول تم پر شہادتِ حق کا فرض انجام دیں۔''

یعنی رسول پاک ﷺ اپنی بہترین زندگی پیش کر کے تم کو اپنے حلقۂ اطاعت میں شامل کریں اور تم رسول پاک ﷺ کی زندگی میں اپنی زندگی کو رنگ کر دوسروں کو حضور ﷺ کی صداقت کا معترف کرو۔

مولانا اخلاق حسین قاسمی

اس شمارے میں

سنہری موقع !

عبادت کا جامع تصور اور ....

تیسری عالمی جنگ کے خطرات

عرب اور ترک خلافت عثمانیہ کے ....

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ

تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

آخرت کے دن عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہوں گے

الھدیٰ (909)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورَۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:112تا 115

قٰلَ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِیۡنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ فَسۡئَلِ الۡعَآدِّیۡنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا لَّوۡ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾

آیت:۱۱۲ ﴿قٰلَ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِیۡنَ ﴿۱۱۲﴾﴾ ’’(پھر) وہ ان سے پوچھے گا کہ تم لوگ کتنا عرصہ زمین میں رہے ہو‘ سالوں کی گنتی میں؟‘‘

آیت:۱۱۳ ﴿قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ فَسۡئَلِ الۡعَآدِّیۡنَ ﴿۱۱۳﴾﴾ ’’وہ کہیں گے کہ ہم تو رہے ہیں (وہاں) بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ‘ تو آپ پوچھ لیں حساب کتاب والوں سے۔‘‘

آیت:۱۱۴ ﴿قٰلَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا لَّوۡ اَنَّکُمۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾﴾

’’اللہ فرمائے گا کہ (واقعتاً) تم لوگ نہیں رہے ہو مگر بہت تھوڑا ہی عرصہ‘ کاش کہ تم لوگ جانتے ہوتے!‘‘

آیت:۱۱۵ ﴿اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰکُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمۡ اِلَیۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱۵﴾﴾

’’کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا تھا اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟‘‘

آخرت کے تصور کے بغیر انسانی تخلیق کا مقصد سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اگر انسان عام حیوانات جیسا حیوان ہوتا تو پھر واقعی حیات بعد الممات اور آخرت کی کوئی ضرورت نہیں تھی‘ مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ حیوانات کے برعکس انسان کے اندر فطری طور پر اخلاقی حس اور نیکی و بدی کی تمیز (moral sense) پیدا کی گئی ہے۔ اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا وجود میں آئے گی‘ جہاں ہر انسان کی موجودہ زندگی کے ایک ایک فعل اور ایک ایک عمل کا احتساب کر کے مصدقہ آفاقی اصولوں کے مطابق عدل وانصاف کے تقاضے پورے کرنے کا اہتمام ہوگا۔

فرمان نبویؐ

عادل اور ظالم حکمران

عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ: رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَ اَدۡنَاھُمۡ مِنۡہُ مَجۡلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ، وَاَبۡغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ وَ اَبۡعَدَ ھُمۡ مِنۡہُ مَجۡلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو سعید حدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب اور اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مقرب انصاف کرنے والا حکمران ہوگا اور اس دن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور اس کی بارگاہِ عالی سے سب سے زیادہ دور ’’ظالم حاکم ہوگا۔‘‘

تشریح: اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ عدل کرنے والے مسلم حکمران کی اللہ کے ہاں کتنی قدر و منزلت ہے۔ اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور سخت عذاب کا مستحق ظالم حکمران ہوگا۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظام خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
9 تا 15 ربیع الاوّل 1442ھ جلد 29
27 اکتوبر تا 2 نومبر 2020ء شمارہ 36
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون:79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون:03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک.......600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا-------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنہری موقع!

پاکستان کو مختلف حوالوں سے اپنی بقا اور سلامتی کا مسئلہ آغاز سے ہی رہا ہے۔ تقسیم ہند پر انگریز حکمران اور ہندو اکثریت دونوں بدترین دشمنی پر اُترے ہوئے تھے۔ انگریزوں کے امتیازی سلوک نے مسلمانوں پر روزگار کے مواقع انتہائی محدود کر دیے تھے جس سے وہ اُس نوعیت کی تعلیم حاصل کرنے سے بھی محروم تھے جس سے سرکاری ملازمتیں ملتی تھیں۔ کاروبار پر ہندو چھایا ہوا تھا اور مسلمان کو آگے بڑھنے نہیں دیتا تھا۔ بہرحال جیسے کیسے پاکستان دنیا کے نقشہ پر اُبھر آیا۔ ہندو کی سیاسی جماعت کانگرس بڑی منظم اور مستحکم تھی جبکہ مسلم لیگ تو محض ایک تحریک تھی اُسے باقاعدہ منظم جماعت بننا نصیب ہی نہ ہوا۔ کانگرس نے سرحدوں کی حد بندی اور اثاثوں کی تقسیم میں بھی ڈنڈی ماری۔ اسی بنیاد پر کانگرسی دعویٰ کر رہے تھے کہ پاکستان چند ماہ بھی نہ نکال سکے گا اور واپس ہمارے قدموں میں گرے گا۔ مہاجرین کے سیلاب نے نئی حکومت کے لیے انتہائی خوفناک مسائل کھڑے کر دیے۔ البتہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ لوگوں نے آغاز میں بڑی محنت، جانفشانی اور سادگی سے کام کیا جس سے پاکستان پاؤں پر کھڑا ہونے لگا۔

امریکہ سوویت یونین کشمکش اور عرب میں سیال سونے کی دریافت ہونے سے وسائل اور خوشحالی نے پاکستان کا رُخ کیا۔ ظاہری طور پر یہ بڑی خوش قسمتی تھی اگر ہم ان وسائل کو ملک کی ترقی اور عوام کی خوشحالی کے لیے استعمال کرتے۔ عوام کو بنیادی ضروریات فراہم کی جاتیں، بھوک، افلاس اور بیماری کے خلاف بند باندھا جاتا اور لوگوں کو دینی و دنیوی تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے آسانیاں پیدا کی جاتیں، بڑی بڑی فیکٹریاں اور کارخانے بنائے جاتے جس سے لوگوں کو روزگار بھی فراہم ہوتا اور ہر قسم کا مال برآمد کر کے ملکی معیشت کی جڑیں مضبوط اور مستحکم کی جاتیں۔ ہم سمجھتے ہیں شروع شروع میں اس رخ پر کام ہوا۔ اگرچہ 1958ء میں مارشل لاء کے نفاذ نے سیاسی صورتِ حال کو بگاڑا لیکن اِس مارشلائی دور میں بھی صنعتی ترقی ہوئی پاکستان انٹرنیشنل ایئرلائنز یعنی PIA کا آغاز بڑا حیران کن اور بہتری کی طرف بڑا جارحانہ قدم تھا۔ امارت کی ایئرلائنز جو آج دنیا کی بڑی اور ترقی یافتہ ایئرلائنز میں سے ہے، اُن کی یہ بڑائی PIA کی مرہونِ منت ہے۔ سوویت یونین نے کراچی میں ایک ایسی سٹیل مل لگائی جو اُس وقت کی بڑی اور معیاری سٹیل ملز کے مقابلے کی تھی۔ ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب جنوبی کوریا اور چین تکنیکی لحاظ سے پاکستان کی نسبت پسماندہ تھے۔ جنوبی کوریا اور ملائیشیا ہمارے پانچ سالہ منصوبہ کی پیروی کر رہے تھے۔

بہرحال اِسے شومئ قسمت کہیں یا اپنی بداعمالیاں اور عیش و عشرت اور رنگ رلیوں کا نتیجہ کہ 1965ء کی جنگ کے بعد ترقی معکوس ہوئی یعنی ہمارا واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔ سیاسی جھگڑے شروع ہو گئے۔ پاکستان کو اپنے ازلی اور ابدی دشمن بھارت سے شرمناک شکست ہوئی اور ہم شکست و ریخت کا شکار ہو گئے۔ پاکستان کا ایک دھڑا الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔ مغربی پاکستان کا ایک طبقہ اِس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ بنگلہ دیش ایک اقتصادی بوجھ ہے لہٰذا اب پاکستان ترقی کی منازل طے کرتا ہوا خطے کے تمام ممالک کو پیچھے چھوڑ دے گا۔ لیکن یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ آج حالت یہ ہے کہ جس بنگلہ دیش کو

مغربی پاکستان والے خود پر بوجھ سمجھ رہے تھے وہ معاشی اور سیاسی لحاظ سے پاکستان سے کہیں آگے ہے۔ اور ہمارا حال لڈو کے اُس کھیل کی مانند ہے جس میں سیڑھی چڑھنے کے بعد سانپ ڈس لیتا ہے اور کھلاڑی پہلی جگہ سے بھی کہیں نیچے پہنچ جاتا ہے۔ توڑ پھوڑ کے بعد جو کچھ بچا اُسے عام سانپ نے نہیں بلکہ ایک بہت بڑے اژدھے نے ڈسا۔ اس اژدھا کا نام نیشنلائزیشن تھا۔ تمام بڑی صنعتوں کو قومیا لیا گیا۔ ہماری عقل پر پتھر پڑ گئے۔ ہم نے سرمایہ کاروں سے صنعتیں چھین کر انتہائی بدعنوان افسر شاہی کے سپرد کر دیں جنہوں نے لوٹ مار مچا دی۔ کچھ نہ بچا۔ ہماری رائے میں ہماری معیشت کو جو لات نیشنلائزیشن نے ماری اُس کے بُرے اثرات سے آج نصف صدی گزرنے کے باوجود ہم نجات حاصل نہیں کر سکے۔ ہماری معیشت کی بیک بون Back Bone ٹوٹ گئی۔ جب ہر طرف تباہی مچ گئی تو ہم نے اُلٹے قدم چلنا شروع کیا اور نجکاری کا سلسلہ شروع ہوا۔

اللہ ہمیں معاف کرے ہم نے نیم مردہ معیشت کو بھی نہ بخشا۔ پہلے نیشنلائزیشن میں لوٹ مار مچی، پھر نجکاری میں اِس مردے کی ہڈیوں سے گوشت نوچا گیا۔ نتیجہ کیا نکلا، آج ہمارا بال بال قرض میں جکڑا ہوا ہے۔ اِس پر بھی معالجین نے چیک کیا۔ محسوس ہوا کہ سانس ابھی چل رہا ہے۔ نبض بے ترتیب ہو چکی ہے، لیکن ابھی ڈوبی نہیں، تو ہم پر دہشت گردی کی جنگ مسلط کر دی گئی۔ ہمارے بیرونی دشمنوں نے ہمارے نام نہاد حکمرانوں سے ساز باز کر کے ہمیں ایک ایسی جنگ میں گھسیٹ کر ملوث کر لیا جو کسی طور پر بھی ہماری جنگ نہ تھی۔

ہماری اِس حالت کا جائزہ لے کر بھارت نے فائدہ اُٹھایا اور کشمیر میں 370 اور 35-A کو آئین سے خارج کر دیا۔ گویا اب کشمیر متنازع علاقہ نہیں بھارت کا حصہ ہے۔ ہم نے تھوڑی بہت چیخ پکار کی پھر مطمئن ہو کر بیٹھ گئے لیکن بھارت پیچھے نہیں ہٹ رہا وہ کشمیر میں آبادی کا تناسب بدلنے پر تُلا ہوا ہے تاکہ کبھی ایسا وقت آیا کہ کشمیر میں استصواب رائے کرنا پڑ جائے (جس کا فی الحال کوئی امکان نہیں) تو بھی کشمیر بھارت کا حصہ بن جائے۔

البتہ یہ بات بھی سامنے آنی چاہیے کہ گزشتہ چند ماہ سے صورتِ حال میں تبدیلی آئی ہے۔ بھارت جو کپڑوں سے باہر ہو رہا تھا اور چھلانگیں مار رہا تھا چین نے اُس کے گریبان کو پیچھے سے پکڑا ہے اور اُسے کچھ جھنجھوڑا ہے۔ معاملہ کچھ یوں ہوا کہ بھارت نے ترنگ میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اگر گلگت بلتستان پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا جائے تو پاکستان اور چین کے درمیان زمینی راستہ کٹ جائے گا اور سی پیک بھی آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ اِس کام کے لیے امریکہ مسلسل بھارت کو دھکیل رہا تھا۔

قارئین یہ بات نوٹ کر لیں کہ سی پیک اور BRI اب امریکہ کی عالمی شہنشائیت کو بہت بڑا چیلنج ہے۔ امریکہ کے لیے چین کے راستے کی رکاوٹ بننا اب Now or Never کا معاملہ ہے۔ ظاہر ہے جب بھارت گلگت بلتستان پر حملے کی تیاری کر رہا تھا تو پاکستان نے اپنی سلامتی کے لیے جوابی تیاریاں کرنا شروع کر دیں۔ اس پر چین نے پاکستان کو روک دیا کیونکہ اس طرح پاک بھارت مکمل جنگ ہو سکتی تھی اور چین نے بھارت کو باز رکھنے کے لیے خود آگے آنے کا فیصلہ کیا اور دیکھتے دیکھتے بھارت کے اڑتیس ہزار مربع کلومیٹر رقبہ پر قبضہ کر لیا جس سے بھارت کے گلگت بلتستان پر حملہ کرنے کی بات آئی گئی ہو گئی۔ بھارت کو اپنی پڑ گئی۔ اُدھر کرونا بھارت پر بُری طرح حملہ آور ہے۔ قصہ مختصر بھارت اِس وقت سیاسی، عسکری اور معاشی لحاظ سے بُری طرح پسپا ہو رہا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے سنہری موقعہ ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں اور فیصلہ کریں کہ آیا اِسی طرح ہمیں کبھی امریکی گود میں رہنا ہے اور کبھی چین کے رحم و کرم پر خود کو چھوڑنا یا ایک باغیرت قوم کی طرح جینا ہے۔

اے ہماری سیاسی اور عسکری قیادت آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ صحیح راستہ اور صحیح سمت اختیار کرو۔ انسانوں کے سہاروں کو لات مار کر اللہ کا سہارا پکڑو۔ اللہ کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ پاکستان کی گاڑی کا رُخ اس سمت موڑ دو جو قرار دادِ مقاصد کی صورت میں 1949ء میں 71 سال پہلے متعین کی گئی تھی تاکہ منزل مقصود پر پہنچا جا سکے۔ یہی وہ اسمبلی تھی جس میں معمارانِ پاکستان موجود تھے اور تحریکِ پاکستان کی روح سے واقف تھے۔ یاد رکھو! نظریاتی ریاست کی اصل قوت اُس کا نظریہ ہوتی ہے نظریہ سے انحراف ریاست کی جڑوں کو ہلا دیتا ہے۔ سوویت یونین کے پاس پاکستان سے کہیں زیادہ اور مؤثر ایٹمی قوت تھی لیکن اپنے نظریہ سے انحراف کیا تو شکست و ریخت کا شکار ہو گیا۔ ہم نے سب کچھ آزما لیا کبھی سویلین حکومت، کبھی فوجی حکومت، کبھی پارلیمانی نظام، کبھی صدارتی نظام، لیکن آج بھی ملک میں سیاسی عدمِ استحکام ہے۔ معاشی لحاظ سے ہم نے گداگری کو اپنا لیا ہے۔ معاشرتی لحاظ سے ہمارا حال یہ ہے کہ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔ اس ضعف، ناتوانی اور محتاجی کا صرف ایک علاج ہے کہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنا دو۔ تم اللہ کے ہو جاؤ اللہ تمہارا ہو جائے گا جو نام نہاد مہذب اور مضبوط دنیا افغان طالبان کے ہاتھوں شرمناک شکست سے دو چار ہو گئی ہے۔ وہ ایٹمی پاکستان کے سامنے کیسے ٹھہر سکے گی۔ شرط یہ ہے کہ پاکستان صرف آئینی طور پر ہی نہیں حقیقی اور عملی طور پر اسلامی پاکستان ہو۔ تو پھر ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ دنیا پکار اُٹھے گی پاکستان زندہ باد! ❁❁❁ ❁❁❁

عبادت کا جامع تصور اور ہمارا نظام

(سورۃ الذاریات کی آخری آیات کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 2 اکتوبر 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں آج ان شاء اللہ ہم سورۃ الذاریات کی آخری 5 آیات کا مطالعہ کریں گے: فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝٥٦﴾

''اور میں نے نہیں پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر صرف اس لیے کہ وہ میری بندگی کریں۔''

یہ قرآن حکیم کی مشہور آیت ہے جس میں ہمارے مقصد حیات کو خالق کائنات نے بیان فرمایا ہے کہ انسانوں اور جنوں کو اللہ نے اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ تمام انبیاء ورسل نے بھی اسی چیز کی دعوت دی۔ ہر رسول نے یہ فرمایا:

﴿يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط﴾

''اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو' تمہارا کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے۔'' (الاعراف:59)

پہلی قوموں میں جو رسول آئے ان کی دعوت مخصوص قوم تک محدود ہوتی تھی اس لیے وہ کہتے تھے: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ لیکن امام الانبیاء خاتم النبیین محمد مصطفی ﷺ تمام انسانوں اور جنات اور رہتی دنیا تک کے لیے رسول ہیں چنانچہ آپ ﷺ سے کہلوایا گیا:

''اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس ربّ (مالک) کی جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے جتنے لوگ گزرے ہیں (انہیں بھی پیدا کیا) تاکہ تم بچ سکو۔'' (البقرہ:21)

رب کی عبادت سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جہاں ہم سے اپنی عبادت کا تقاضا کیا وہاں اپنے رب ہونے کا بھی ذکر کیا۔ سورۃ الفاتحہ میں ہم پہلے اقرار کرتے ہیں: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''کل شکر اور کُل ثنا اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار اور مالک ہے۔'' آگے چل کر ہم اقرار کرتے ہیں:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

ربِ حقیقی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں لہٰذا عبادت صرف اللہ کی ہی کی جائے گی۔ اسی طرح سورۃ قریش میں فرمایا: ''پس انہیں بندگی کرنی چاہیے اس گھر کے رب کی۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور انہیں خوف سے امن عطا کیا۔'' (آیات 3،4)

اللہ ہمارا حقیقی رب ہے اور وہ رب ہونے کے ناطے ہم سے اپنی عبادت کا تقاضا کرتا ہے۔ اللہ رب العالمین ساری مخلوقات کا خالق بھی ہے اور ان کی ایک ایک حاجت کو پورا فرمانے والا اور نکتہ کمال تک پہنچانے والا بھی ہے۔ ایک قطرے سے بندے کی تخلیق کا عمل شروع

مرتب: ابوابراھیم

فرماتا ہے اور ماں کے بطن میں بچے کی افزائش کی ہر ضرورت کو بھی وہی پورا کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ خالق، رازق، پالن ہار ہے اس تعلق سے وہ ذکر کرتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

زیر مطالعہ آیت میں دو مخلوقات کا ذکر ہے: جنات اور انسان۔ ان کا ذکر خاص طور پر اس لیے فرمایا گیا کہ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے۔ ان کا حساب کتاب ہونا ہے۔ اس لیے کہ یہ وہ مخلوقات ہیں جن کو اللہ نے شعور بھی دیا اور عمل میں ایک خاص پہلو سے اختیار اور آزادی بھی دی ہے۔ خاص پہلو سے اس لیے کہ اللہ نے انسان کو آنکھ عطا کی ہے دیکھنے کے لیے اگر وہ اس سے سننے کی کوشش کرے تو یہ ناممکن ہے، کان عطا کیے ہیں سننے کے لیے وہ ان سے دیکھنے کی کوشش کرے تو یہ ناممکن ہے۔ یہاں بھی اللہ ہی کا حکم چل رہا ہے۔ اس مفہوم میں ساری کائنات اللہ کی فرمانبردار ہے۔ یعنی اللہ نے جس مخلوق کے لیے جو جو کام متعین کر دیے وہ وہی کر رہی ہے۔ سورج، چاند، ستارے سب اس کے حکم کے پابند ہیں۔ حتیٰ کہ انسانوں میں جو کافر ہیں ان کا وجود بھی ایک اعتبار سے اللہ کے حکم کا پابند ہے، ان کی آنکھ دیکھ ہی سکتی ہے سن نہیں سکتی، ان کی زبان بول ہی سکتی ہے سن نہیں سکتی۔ یہاں بھی اللہ ہی کا اختیار ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور جنات کو بعض امور میں شعور واختیار دیا ہے۔ جیسے سورۃ الدھر میں آتا ہے:

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝٣﴾ ''ہم نے اس کو راہ سجھادی، اب چاہے تو وہ شکر گزار بن کر رہے' چاہے ناشکرا ہو کر۔''

اگر اللہ نے کسی کا چہرہ خوبصورت بنا دیا تو اس بنیاد پر اس کے لیے کوئی عجب نہیں اور اللہ نے کسی کو سیاہ رنگ کے ساتھ پیدا فرما دیا تو اس بنیاد پر اس کے لیے کوئی سزا نہیں کیونکہ یہاں بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ جوابدہ اس معاملے میں ہے جہاں رب نے بندے کو اختیار عطا فرمایا۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ نے جن وانس کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو یہ کچھ اور کام کیوں کر رہے ہیں؟ اہل علم نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اللہ کے بعض امور تکوینی ہیں۔ جیسے سورج، چاند، ستاروں کو جس کام کے لیے متعین کر دیا وہ وہی کر رہے ہیں۔ یہ تکوینی امور ہیں۔ اسی طرح اللہ کے بعض امور تشریعی ہیں یعنی جن کا تعلق شریعت سے ہے۔ جہاں اللہ نے پیغمبروں کے ذریعے اپنے بندوں تک راہنمائی پہنچائی کہ یہ کرنا ہے یہ نہیں کرنا۔ یعنی اللہ نے اس مخلوق کو اختیار دے کر بھیجا اور اللہ چاہتا ہے کہ یہ مخلوق اپنی آزاد مرضی سے عبادت کے لیے اپنے اختیار کو استعمال کریں۔ اس کے ساتھ اللہ نے ہمارا مقصد زندگی بھی بتا دیا کہ ہمیں کیوں پیدا کیا گیا۔ اب

عبادت کیا ہے؟ اس پر اہل علم نے کلام فرمایا ہے۔ بعض نے اس کو اس طرح بیان کیا کہ عبادت دو باتوں کا مجموعہ ہے۔ یعنی اس کے دو اجزا ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ سے انتہائی درجے کی محبت ہو۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی کلی اطاعت کی جائے۔ یعنی سادہ الفاظ میں عبادت کا مطلب ہوگا: انتہائی محبت کے ساتھ اللہ کی اطاعت کرنا۔ ایسی اطاعت اور محبت کا حق دار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ﴾ ''اور جو لوگ واقعتاً صاحب ایمان ہوتے ہیں ان کی شدید ترین محبت اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔'' (البقرۃ:165)

کیونکہ وہ خالق بھی ہے، مالک بھی ہے، رب بھی ہے، رازق بھی ہے، وہی حاجات کو پورا کرنے والا ہے، اسی کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یہ تمام انبیاء ورسل کی بنیادی دعوت تھی کہ محبت بھی حد درجہ کی اللہ سے ہو اور اطاعت بھی مکمل طور پر اللہ کی کی جائے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے محبت ہو، ان کی اطاعت کی جائے اس لیے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، ان کے ذریعے اللہ کی ہدایت ہم تک پہنچی۔ چنانچہ عبادت کا مفہوم ہے: محبت کے جذبے کے ساتھ اللہ کا حکم ماننا۔ غلام کی طرح نہیں کیونکہ غلام بے چارہ مجبوراً غلام ہوتا ہے۔ بلکہ بندۂ مومن کی طرح کہ محبت کے جذبے کے ساتھ اللہ کے سامنے جھک جانا اور اس کی کلی اطاعت کرنا۔

عبادت میں کچھ مراسم عبودیت ہوتے ہیں۔ جیسے نماز ہے، روزہ ہے، حج ہے۔ اسی طرح کچھ اعمال عبادت ہوتے ہیں۔ مثلاً بندہ نماز میں ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوا ہے، رکوع کر رہا ہے، سجدہ کر رہا ہے، دعا کر رہا ہے۔ آج ایک بہت بڑی غلط فہمی یا محرومی یالا پرواہی امت کو لاحق ہے کہ ہم نے نماز ادا کرلی تو عبادت پوری ہوگئی، بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو جمعہ کی دو رکعت پڑھ کر مطمئن ہو جاتی ہے کہ بس عبادت کا تقاضا پورا ہوگیا۔ اسی طرح رمضان کے روزے رکھ لیے، زکوٰۃ دے دی، حج کرلیا تو اس کے بعد عظیم اکثریت سمجھتی ہے کہ عبادت کے تقاضے پورے ہوگئے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اللہ کہتا ہے پیدا ہی عبادت کے لیے کیا ہے۔ یعنی اس کا بندہ چوبیس گھنٹے اس طور پر گزارے کہ ہر ہر لمحہ عبادت میں گزرے۔ عبادات کے جو بڑے اعمال ہیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ان کا ثواب اور ان کی حکمت اپنی جگہ ہے کہ جیسے کسی نے کہا ؎

سرکشی نے کر دیے دھندلے نقوش بندگی
آؤ سجدے میں گریں لوح جبیں تازہ کریں

نماز کا ایک بڑا حاصل کیا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝۱۴﴾ ''پس تم میری ہی بندگی کرو اور نماز قائم رکھو میری یاد کے لیے۔'' (طٰہٰ:14)

اسی طرح روزہ کی جو عبادت ہے اس کی بھی اپنی جگہ حکمت ہے۔ فرمایا:

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۸۳﴾

''تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔''

گویا یہ بھی بندگی کی ایک تربیت ہے۔ بھوک لگ رہی ہے نہیں کھاتے کیونکہ اللہ کی مانتے ہو۔ لیکن ایک پوری زندگی کا روزہ بھی ہے جہاں اللہ کی ماننی ہے نفس کی نہیں ماننی۔ یعنی زندگی میں میری مرضی نہیں چلے گی بلکہ رب کی مرضی چلے گی۔ روزہ اس کی مشق کراتا ہے۔ زکوٰۃ بہت بڑا فریضہ ہے، اس کے بہت سارے باطنی، ظاہری، مادی، روحانی، اخلاقی فوائد ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے مال کی محبت دل سے نکلے گی۔ ورنہ مال کی محبت تو بڑی شدید ہے، کبھی انسان اس کی پوجا پاٹ میں لگ جاتا ہے۔ اسی طرح گھر کی محبت، رشتوں کی محبت، کاروبار، ملازمت کے معاملات، کبھی یہ محبتیں انسان کے لیے بیڑیاں بن جاتی ہیں۔ حج میں بھی ثواب کے علاوہ ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ بندہ ان سب بیڑیوں کو توڑ کر اور صرف دو سفید چادروں میں رب کی بندگی کے لیے نکل جاتا ہے۔ لبیک اللھم لبیک۔ ''اے اللہ! میں حاضر ہوں، اے اللہ میں حاضر ہوں۔''

ایک لبیک ہے چند دنوں کا اور ایک لبیک ہے پوری زندگی کا۔ چنانچہ حج میں حکمت بھی ہے کہ بندہ پوری زندگی کے لبیک کے لیے تیار ہو جائے۔ چنانچہ ان سب بڑی عبادات میں ثواب کے ساتھ ساتھ ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ پوری زندگی کی عبادت (بندگی) کے لیے انسان کو تیار کرتی ہیں۔ لیکن آج غلط فہمی یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہم نے صرف ان عبادات کو ہی کل عبادت سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ قرآن کا ویژن یہ ہے کہ ان عبادات کے علاوہ بھی اللہ کی عبادت کرنی ہے:

پریس ریلیز 23 اکتوبر 2020ء

مسائل میں گھری ہوئی امت کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ نسخہ کیمیا ہے

شجاع الدین شیخ

مسائل میں گھری ہوئی امت کے لیے اُسوۂ رسول ﷺ نسخہ کیمیا ہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ماہ ربیع الاول میں سیرت کانفرنسز اور محافل نعت کا انعقاد یقیناً قابل تحسین ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور حضور ﷺ کی ثنا مطلوب ہے اور عبادت کا لازمی جز و بھی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک دین یعنی مکمل ضابطہ حیات ہے لہٰذا جب تک اس پر مکمل طور پر عمل نہیں کیا جاتا مسلمان دنیوی عزت و وقار اور اُخروی نجات حاصل نہیں کرسکیں گے۔ مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کی مبارک سیرت پر اپنی نگاہیں مرکوز کرنا ہوں گی اور آپ ﷺ کے عطا کردہ مشن کو اپنانا ہوگا اور یہ دیکھنا ہوگا کہ آپ ﷺ کا کون سا ایسا عمل تھا جس پر آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت سے لے کر تا حیات دُنیوی مسلسل عمل کیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اِس حوالے سے دو آراء ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ نے مسلسل 23 سال تک اُس دین کو قائم و نافذ کرنے کی شب و روز جدوجہد کی جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے ذریعے عطا کیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے لوگوں سے یہ گواہی حاصل کی کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کو احسن ترین طریقہ سے ادا کردیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اب امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دے۔ آج ہماری ذلت و رسوائی کا باعث یہ ہے کہ وہ ذمہ داری جو ہمیں سونپی گئی تھی ہم اُسے ادا کرنے میں بُری طرح ناکام ہوئے۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ اگر آج بھی خلوص اور جانفشانی سے دینِ اسلام کے نفاذ کی کوشش کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی عطا فرمائے گا اور ہم ایک بار پھر اس دنیا کی قیادت کریں گے اور یہ ہماری اُخروی نجات کا ذریعہ بھی بنے گا۔ ان شاءاللہ!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

''اور انہیں حکم نہیں ہوا تھا مگر یہ کہ وہ بندگی کریں اللہ کی' اپنی اطاعت کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے' بالکل یکسو ہو کر' اور (یہ کہ) نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں' اور یہی ہے سیدھا (اور سچا) دین۔'' (البینۃ:5)

غور فرمائیے کہ یہاں عبادت کا حکم الگ ہے اور نماز وزکوٰۃ کا حکم الگ ہے۔ گویا نماز، روزہ، زکوٰۃ وحج کے علاوہ بھی عبادت مطلوب ہے۔ معلوم ہوا کہ پوری زندگی بندگی میں گزرنی چاہیے۔ اس کے دو اصول سمجھ لیں۔ ایک یہ کہ ہر معاملے میں اللہ کا حکم کیا ہے؟ اور دوسرا یہ کہ اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وطریقہ کیا ہے؟ اگر یہ دو شرائط سامنے رہیں اور ان کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے تو پوری کی پوری زندگی بندگی میں ڈھل جائے گی۔ ان شاء اللہ! حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ تھوڑا آرام بھی کیا کرو۔ حضور ﷺ نے خود آرام کر کے دکھایا، اس کی دعا بھی سکھائی۔ یوں زندگی کے سارے معاملات، معاش، اخلاقیات، رویوں میں جب اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے کو سامنے رکھیں گے تو وہ بھی اجر وثواب کے اعتبار سے عبادت کا درجہ حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

عبادت کے اس وسیع تصور کو سادہ انداز میں یوں سمجھ لیں کہ اگر کوئی ہم سے سوال کرے کہ اللہ تعالیٰ کتنے گھنٹے ہمارا معبود ہے؟ تو ہمارا کیا جواب ہوگا؟ کیا جمعہ کا ڈیڑھ گھنٹہ؟ پانچ وقتہ نماز کے اوقات میں؟ یا پورے سال میں ایک مہینہ؟ یا عیدین کے موقع پر؟ یقیناً نہیں۔ اس کا جواب ہوگا اللہ 24 گھنٹے ہمارا معبود ہے اور ہم نے 24 گھنٹے اس کا بندہ بننا ہے۔ اسی طرح ہماری مارکیٹ، پارلیمنٹ، عدالتوں وغیرہ کی سطح پر معبود کون ہے؟ یقیناً اللہ ہے تو پھر وہاں بھی اللہ کی بندگی ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس سطح پر بھی اللہ کا حکم چلے گا۔ ارشاد فرمایا:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ط﴾ ''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔'' (یوسف:40)

جب اللہ نے پیدا ہی عبادت کے لیے کیا ہے تو پھر یہ عبادت صرف مسجد میں نہیں چلے گی بلکہ مسجد کے باہر گھر، محلہ، مارکیٹ، کاروبار، معاشی نظام، سیاسی نظام، عدالتی نظام، تعلیمی نظام، ریاست اور ریاست کے دیگر ریاستوں کے ساتھ معاملات میں بھی اللہ کی عبادت کرنا ہوگی اور یہ سلسلہ پورے عالم تک چلا جائے گا۔ کیونکہ اس پورے عالم کا معبود اللہ ہے لہٰذا پورے عالم میں اللہ کا حکم چلنا چاہیے۔ اس کے لیے دین آپ سے اور مجھ سے کہتا ہے کہ اللہ کے حکم کو نافذ کرنے کی کوشش کرو، اس کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔ ارشاد فرمایا:

''کہ قائم کرو دین کو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔'' (الشوریٰ:13)

انتہائی ادب کے ساتھ عرض کروں گا کہ آج کچھ لوگ دو رکعت نماز پڑھ کر اور چند نیکیاں کر کے مطمئن بیٹھے ہیں کہ ہم نے اپنے مقصد حیات کو پورا کر دیا۔ جبکہ اللہ کہتا ہے:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿٩٩﴾﴾ ''اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیں یہاں تک کہ یقینی شے وقوع پذیر ہو جائے۔'' (الحجر)

اسی طرح سورہ آل عمران میں فرمایا:

﴿وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾﴾ ''اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر فرمانبرداری کی حالت میں۔''

اور ایسا صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ زندگی کے ہر لمحے میں اور ہر معاملے میں اللہ کی بندگی کرنے والے ہوں۔ جیسے قرآن فرماتا ہے:

''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔'' (البقرۃ:208)

یہ ہے عبادت کا جامع، وسیع تر تصور جو پوری زندگی پر پھیلا ہوا ہے۔ اس تصور کو سامنے رکھیں تو ہماری زندگیوں پر حکم کس کا چلے گا اور قانون کس کا چلے گا؟ ظاہر ہے اللہ کا۔ اب اگر اللہ کے بجائے قوانین غیر اللہ کے نافذ ہوں، نظام غیر اللہ کا چلے تو یہ غیر اللہ کی عبادت ہے اور یہ بھی شرک ہی کی ایک نوعیت ہے۔ لیکن ہمیں اس کا احساس ہی نہیں ہو رہا۔ جب ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ معبود اللہ ہے تو عبادت اللہ کی، قانون اللہ کا اور نظام بھی اللہ کا ہونا چاہیے۔ یہ ہے اصل اصول جو اس معاملے میں ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ آگے فرمایا:

''میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا' اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مجھے کھلائیں' پلائیں۔'' (ذاریات:57)

یہ جتنے جھوٹے معبود ہوتے ہیں، بت تو بیچارہ بول بھی نہیں سکتا۔ وہ بیوقوف ہیں جو بتوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں۔ مگر انسانوں میں سے بھی اگر کوئی قوم یا فرد خدائی کا دعویٰ کرے تو وہ بھی اتنا محتاج ہوتا ہے کہ لوگ اس کے لیے کما کر لاتے ہیں تو اس کا پیٹ بھرتا ہے۔ ایسے محتاجوں کو معبود بنانا عقل سے بھی بعید ہے۔ جبکہ اللہ جو سچا معبود ہے اس کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں۔ ایک جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ط﴾ ''اور وہ کھانا کھلاتا ہے' اُسے کھلایا نہیں جاتا۔'' (الانعام:14)

جن لوگوں نے عیسیٰ ؑ اور مریم ؑ کو اللہ کی الوہیت میں شامل کر ڈالا ان کے بارے میں اللہ نے تین سادہ الفاظ میں کہا:

﴿كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ط﴾ ''دونوں کھانا کھاتے تھے۔'' (المائدۃ:75)

جس کو کھانے کی حاجت ہو وہ معبود نہیں ہو سکتا۔ انسان تو محتاج ہیں، ان کو زندہ رہنے کے لیے آکسیجن، روشنی، ہوا سب کچھ چاہیے۔ جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان یہ ہے کہ:

﴿لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط﴾ ''نہ اس پر اونگھ غالب آتی ہے نہ نیند۔'' (البقرۃ:255)

آگے فرمایا:

''یقیناً اللہ ہی سب کو رزق دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔'' (ذاریات:58)

وہ رازق ہے، باقی سارے محتاج ہیں۔ محتاجوں کی بندگی کرنا، ان کو پوجنا شرف انسانیت کے منافی ہے۔ اس لیے یہاں اللہ نے سخت تنبیہ فرمائی:

''پس ان ظالموں کا پیمانہ بھی لبریز ہو چکا ہے جس طرح ان کے ساتھیوں کا پیمانہ لبریز ہوا تھا' سو یہ مجھ سے جلدی نہ مچائیں۔'' (ذاریات:59)

مشرکین مکہ جن کے سامنے قرآن نازل ہو رہا تھا، نبی مکرم ﷺ ان میں موجود تھے مگر وہ غیر اللہ کی عبادت میں لگے ہوئے تھے، بتوں کی پوجا پاٹ جاری تھی، اپنے سرداروں کے قوانین کو ترجیح دے رہے تھے۔ یہاں ان کو تنبیہ کی گئی کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی اسی طرح غیر اللہ کو معبود بنا لیا تھا، غیر اللہ کا نظام تھام لیا تھا تو پھر ان کا کیا حشر ہوا؟ جو قومیں حد سے گزر جائیں تو پھر ان پر اللہ کی پکڑ لازمی آتی ہے۔ آگے فرمایا:

''تو ہلاکت اور بربادی ہے ان کافروں کے لیے اُس دن سے جس کا اُن سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔'' (ذاریات:60)

اس سورت کا اصل موضوع فکر آخرت تھا اور اس میں سابقہ اقوام کے احوال بھی مختصر بیان کیے گئے کہ جن قوموں نے اللہ کے رسولوں کا انکار کیا، اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہدایت اور قانون کو ٹھکرا کر اپنا قانون اور نظام رائج کیا ان کے لیے دنیا میں بھی پکڑ ہے اور آخرت کے حوالے سے بھی ان سرکشوں کا انجام دردناک ہوگا۔

آج ہمارا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟ مسلمان معاشروں میں بے حیائی، فحاشی، عریانی کی دعوتیں، گلے کاٹنے کی باتیں، زیادتی اور عزتوں کو لوٹنے کی باتیں، ان ساری باتوں کی کیا وجہ ہے؟ یقیناً اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہمیں موت کا یقین نہیں ہے، آخرت کا یقین نہیں ہے۔ اگر یہ یقین دل میں ہو تو سات پردوں میں بھی بندہ اللہ کی بندگی کو نہ چھوڑے اور اگر یقین نہ ہو تو پھر وہی کچھ ہوگا جو آج ہمارے مسلمان معاشروں کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

21 پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

اے مشرق کے لوگو! اب کیا کرنا چاہیے؟

59

تاجرانِ رنگ و بو بردند سود
ما خریداراں ہمہ کور و کبود

ترجمہ (آج کی غالب) اقوامِ مغرب، کمزور اور غیر ترقی یافتہ اور محکوم اقوام کے وسائل رزق لوٹ کر لے جاتے ہیں اور منافع کماتے ہیں (اور محکوم اقوام کے اکثر حکمران و مذہبی رہنما جو مغرب کے خود کاشتہ پودے ہوتے ہیں) ہم غلام قومیں ان سے دوبارہ وہ چیز اندھے اور بے وقوف بن کر خرید لیتے ہیں ❶

تشریح آج مغربی غالب اقوام کے تاجر (صیہونیت کے نمائندے) انسانی ضروریات کے لیے مختلف PRODUCTS بناتے ہیں، سر کے بالوں (کے رنگ کرنے وغیرہ) سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک۔ مغربی ملٹی نیشنلز کی تعداد بمشکل 500-700 ہے اور انسانیت انہیں کے دام میں جکڑی ہوئی ہے۔ آپ ولیمہ میں مشروب کے طور پر ایک نہیں دوسرا مشروب پسند کرلیں فائدہ مغربی ملٹی نیشنلز کے اکاؤنٹ کو پہنچے گا۔ گارمنٹس، موٹرسائیکل، گاڑیوں، اسلحہ، مشینری وغیرہ حتیٰ کہ آج کی دنیا میں زرعی میدان میں بھی یہی ملٹی نیشنلز SEED CORPORATIONS ہی ہیں جو BULK منافع کمارہی ہیں اور معمولی منافع کسان کے لیے بھی چھوڑ دیتی ہیں۔ یہ ملٹی نیشنلز ہمارے ممالک سے ہی خام مال سستے داموں خرید کر اس کی VALUE ADDED مصنوعات بنا کر ہمیں ہی 100% منافع پر بیچ دیتی ہیں۔ آلو موسم میں 10 روپے کلو ملتا ہے اسی کے POTATO CHIPS بنا کر ہمیں ہی 50 روپے میں، 200 گرام بیچ رہی ہیں اور ہم خوشی خوشی ان سے یہ چیزیں خرید رہے ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہی پنجاب میں آلو کی چپس بنانے کی فیکٹری کسی مغربی سرمایہ کار نے لگائی ہے اور اس کی بلڈنگ صرف 3 ارب روپے سے تعمیر ہوئی ہے۔

60

آنچہ از خاکِ تو رُست اے مردِ حُر
آں فروش و آں بپوش و آں بخور

ترجمہ اے آزاد مرد! جو کچھ تیرے ملک کے زرعی و معدنی وسائل ہیں تو ان کو خود VALUE ADDED بنا کر تجارت کر، ان کو ہی خود بھی استعمال کر اور اپنی بنی ہوئی اشیاء کو ہی (ماضی کی طرح اپنے میز پر سجا

تشریح اے مسلمان! اے مشرق کے رہنے والو! اگر تم زندہ ہو تو مردِ حر بنو___ اپنے نظریات مشرقی رکھو۔ اسلام کو اہمیت دو، قرآن مجید پڑھو، حضرت محمد کی تعلیمات کے حلال و حرام کو نظر میں رکھو، بینک کے سود سے کھانے پینے، پہننے کی اشیاء میں حرام کو پہچانو! مغربی اقوام کے لیے ’سبز چارہ‘ مت بنو۔ جو ملکی زرعی و معدنی وسائل ہیں خود استعمال کرو اور صرف اپنی بنی ہوئی چیزیں استعمال کرو، اپنا بُنا ہوا کپڑا پہنو اور اپنی مصنوعات کو فروخت کرو۔ مغربی اقوام سے دھوکہ مت کھاؤ۔ صرف اپنی مصنوعات کو کھانے کی میز پر سجاؤ ❷۔

61

آں نکو بیناں کہ خود را دیدہ اند
خود گلیمِ خویش را بافیدہ اند

ترجمہ وہ سمجھ دار (دانا و بینا) لوگ جو (خداشناس اور باضمیر) خودشناس ہوتے ہیں وہ اپنے کمبل (ضروریاتِ خورد ونوش ولباس وتفریح کا ناگزیر سامان) خود (اپنے مذہبی و دینی خیالات کے مطابق) بُنتے اور بناتے ہیں

تشریح جو شخص بھی دانا ہے اور جو قوم بھی اپنے نفع نقصان کو سمجھتی ہے وہ کبھی کسی غیر قوم کی غلامی میں نہیں رہتی۔ یعنی اگر ہم سچے مسلمان بن جائیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا ارادہ کرلیں تو فرنگی (غالب منحوس استعمار)، جو وقت کا فرعون بنا ہوا ہے اور خدائی کا دعوے دار ہے ❸، اس کی ذلت آمیز غلامی کے چنگل سے نکلنا ممکن ہے ❹۔ آزادی کی تمنا کے جذبے کے ساتھ مغربی استعمار اور اس کے زہر آلود نظریات سے جان چھڑانے کی کوششیں کرنا ضروری ہے۔ سمجھدار اور دانا لوگ اپنا کمبل (ضروریاتِ خورد ونوش ولباس اور تفریح کا سامان) خود (اپنے مذہبی و دینی خیالات کے مطابق) بناتے اور بنتے ہیں۔

---

❶ اسی وجہ سے ہمارے ہاں بے روزگاری بڑھ رہی ہے ؎

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

علامہ اقبال

❷ ایک صدی قبل تک پنجاب کی MIDDLE CLASS زمیندار خاندانوں میں یہ بات عام تھی کہ ہم صرف نمک بازار سے خریدتے ہیں باقی سب چیزیں اپنے کھیتوں میں پیدا ہوتی ہیں اور گاؤں کے کام کرنے والے افراد کی محنت سے بنا کر استعمال کرتے ہیں۔

❸ لینن، خدا کے حضور میں ؎

مشرق کے خداوند سفیدانِ فرنگی
مغرب کے خداوند درخشندہ فلزات

علامہ اقبال

❹ اور یہی صورت حال آج WB, IMF, UNO اور امریکی تسلط نے پیدا کردی ہے۔

ترکی کی ترقی اور اردگان کا اسلام پسندانہ رویہ اسلام دشمن قوتوں کو کھٹک رہا ہے۔اس لیے آرمینیا آذربائیجان جنگ کا سارا ڈراما ترکی کے خلاف کسی اقدام کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتا ہے: ایوب بیگ مرزا

یمن اور عمان کے علاوہ باقی تمام عرب ریاستیں مصنوعی ہیں جن کو مغربی استعمار نے بنایا ہے اور ان کے وجود کی بنیاد پر اسرائیل کا وجود کھڑا ہے اگر یہ نہ ہوتیں تو اسرائیل قائم رہ ہی نہیں سکتا تھا: انیس الرحمان

تیسری عالمی جنگ کے خطرات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: بھارت اور چین کے درمیان موجودہ جنگی صورتحال کیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس وقت دنیا بھر میں مختلف ممالک ایک دوسرے کے خلاف محاذ کھولے بیٹھے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے خطرناک محاذ ہندچین ہے ۔ بھارت اور چین کے درمیان سرحدی تنازعات پرانے ہیں۔ اروناچل پردیش میں تقریباً 66 فیصد آبادی چینی ہے اور چین کا دعویٰ ہے کہ وہ قدیمی ہمارا علاقہ ہے۔اس وقت دنیا میں زمینی رقبے کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اگرچہ ہم مسلمان زمین سے زیادہ نظریہ اور فکر کو اہمیت دیتے ہیں لیکن دنیا میں زمین کو ہی سجدہ کیا جاتا ہے۔البتہ بھارت اور چین کے درمیان تنازع اس سے بڑھ کر ہے۔ چین آج سے ستر سال پہلے کچھ حیثیت نہیں رکھتا تھا لیکن جب اس نے اقتصادی ترقی کا سفر شروع کیا تو کچھ ہی عرصے بعد وہ ایک اقتصادی طور پر جن بن گیا اور ایسا جن بنا کہ امریکہ کے قدم اس کے خوف سے لڑکھڑانے لگے۔ سوویت یونین کی شکست وریخت کے بعد امریکہ سمجھتا تھا کہ میں اب سپریم پاور ہوں کوئی دوسرا میرے مقابلے میں نہیں ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ وہ بائیسویں صدی میں بھی اسی حیثیت سے داخل ہو۔لیکن اب خبریں یہ آرہی ہیں کہ چین بعض معاملات میں امریکہ سے آگے نکل رہا ہے اور آنے والے وقت میں وہ امریکہ کو پیچھے چھوڑ جائے گا۔سی پیک اور بی آئی آر کے ذریعے دنیا کی معیشت اس طور پر پروان چڑھ رہی ہے کہ آنے والے وقت میں ساری دنیا کی معیشت کا پہیہ چین کے گرد گھومے گا اور ڈالر کی بادشاہت ختم ہوجائے گی۔ یہ صورت حال کسی طور پر بھی امریکہ کو قبول نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے پہلے پاکستان کو اُکسانے کی کوشش کی کہ وہ بھارت کے ساتھ مل کر ”چائنہ گھیراؤ پالیسی“ میں امریکہ کا ساتھ دے۔لیکن معاشی، عسکری اور سیاسی کمزوریوں کے باوجود پاکستان امریکہ کی اس گیم کا حصہ نہیں بنا۔اس کے بعد امریکہ نے انڈیا کے ساتھ معاہدے کرکے یہ توقع کی کہ وہ چین کا راستہ روک کر اسے عالمی قوت نہیں بننے دے گا۔خاص طور پر سی پیک اور بی آر آئی منصوبوں کے حوالے سے امریکہ کو توقع تھی کہ انڈیا آگے بڑھ کر ان کا راستہ روک دے گا۔لیکن چین نے پہل کرتے ہوئے آگے بڑھ کر لداخ پر قبضہ کرلیا اور اس طرح امریکی منصوبہ خاک میں ملا دیا۔امریکہ کو یہ کسی صورت بھی قبول نہیں لہٰذا وہ بھارت کو ہر صورت میں چین کے ساتھ جنگ میں دھکیلنا چاہتا ہے ۔ بقول ہنری کسنجر امریکہ جتنا اپنے دوست کا دشمن ہوتا ہے اتنا اپنے دشمن کا دشمن نہیں ہوتا۔ لہٰذا امریکہ کی دوستی بھارت کو ابھی سے مہنگی پڑ رہی ہے اور چین نے اس کے بہت سارے علاقے پر قبضہ کرلیا ہے۔

سوال: کیا چین مقبوضہ علاقے بھارت کو واپس کردے گا؟

ایوب بیگ مرزا: چین ایسے علاقے کسی صورت میں بھارت کو واپس نہیں کرے گا جہاں سے بھارت چین کے اقتصادی منصوبوں کے لیے خطرہ بن سکے ۔ کیونکہ جس طرح امریکہ کی عالمی شہنشاہیت ایک چیلنج ہے، اسی طرح چین کے سی پیک اور بی آر آئی منصوبے بھی ایک چیلنج ہیں۔ اگر یہ منصوبے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتے تو چین کو بہت بڑا دھچکا لگے گا۔اس لیے وہ اپنے منصوبوں کے لیے چیلنج بننے والے علاقوں کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔اسی لیے وہاں اس نے بڑی بڑی بلڈنگز کھڑی کردی ہیں۔

سوال: بھارت اور چین کی کشیدگی میں اضافہ ہوتا ہے تو کیا پاکستان اس جنگ میں انوالو ہوجائے گا؟

انیس الرحمان: اس وقت چین پروڈکشن کا حب بن چکا ہے اور امریکہ یہ چاہتا ہے کہ انڈیا کو چین کے خلاف صف آراء کردے۔لداخ اور دوسرے آس پاس کے علاقوں میں ایسی جنگی کیفیت پیدا کردی جائے جس کے ذریعے چین کے اقتصادی معاملات میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔چین اپنی تین ہزار سالہ تاریخ میں کبھی اپنی سرحدوں سے باہر نہیں آیا۔ موجودہ جدید دنیا میں وہ اقتصادی طور پر بہت ترقی بھی کرچکا ہے۔ اس نے ابھی تک ایئر کرافٹ کیریئر نہیں بنائے تھے۔یہ ایئر کرافٹ کیریئر اس لیے بنائے جاتے ہیں تاکہ عسکری سرگرمیوں کی رینج دور تک ہو۔لیکن حالیہ چار پانچ سالوں میں جب چین اقتصادی حب کے طور پر دنیا میں اُبھرا تو پھر اس نے عسکری لحاظ سے بھی اپنے آپ کو ترقی دی۔ کیونکہ اقتصادی مفادات کے تحفظ کے لیے عسکری طاقت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ چین کی اقتصادی سرگرمیاں خلیج اور بحر احمر میں شروع ہوچکی ہیں۔ اس وقت وہ پوری دنیا کی معیشت کو اپنے کنٹرول میں کرنے کی پوزیشن میں ہے۔آج کی دنیا میں اقتصادی طاقت ہی اصل طاقت ہے۔ جب سوویت یونین اقتصادی اور عسکری لحاظ سے مضبوط تھا تو اس کو افغانستان میں لڑوا کر اس کے ٹکڑے کروائے گئے۔ اسی طرح اب چین کو بھی بھارت کے ساتھ لڑوا کر اس کی طاقت کو ختم کرنے کی کوشش ہے تاکہ امریکہ کی بالادستی قائم رہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے تو پاکستان تقریباً ایک دہائی سے بلاواسطہ طور پر اس جنگ میں پھنسا ہوا ہے۔سنکیانگ سے لے کر گوادر تک جو دہشت گردی کی آگ لگائی گئی بنیادی

طور پر اس کا مقصد یہی تھا کہ سی پیک کے معاملے میں رکاوٹیں ڈالی جائیں لیکن پھر بھی پاکستان اور اس کے اداروں نے دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑی۔ اب آگے یہ معاملات کس کروٹ بیٹھیں گے' اس حوالے سے اصل صورتحال امریکی الیکشن کے بعد سامنے آئے گی۔ کیونکہ بھارت یہ جنگ امریکہ اور اسرائیل کی ایماء پر لڑ رہا ہے۔ اس حوالے سے ہمیں امریکہ اور اسرائیل کی صورت حال کو ذہن میں رکھنا پڑے گا تب ہم ہند چین تنازع پر کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ خطرناک صورت حال یہ ہے کہ اس خطے میں تین ایٹمی ممالک (چین، بھارت اور پاکستان) کا ایک جنگی زون بنتا جا رہا ہے۔ اس صورت حال میں چین کسی صورت میں پیچھے نہیں ہٹے گا کیونکہ اسے اپنی اقتصادیات کو محفوظ کرنا ہے۔ جب کوئی ملک پروڈکشن کا حب بن جاتا ہے اور اس پروڈکشن کو نکالنے کا اسے راستہ نہ ملے تو ترقی یافتہ ممالک کی نسبت زیادہ تباہی سے دوچار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا سارا سرمایہ پروڈکشن کی شکل اختیار کر رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے چین کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے۔ جنوبی چینی پانیوں میں امریکی سرپرستی میں جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور بھارت کا اتحاد بنایا گیا ہے اور دیگر چھوٹے ممالک کو بھی اس میں شامل کیا جا رہا ہے۔ لیکن چین اپنے اقتصادی منصوبوں پر کسی بھی صورت میں سمجھوتہ نہیں کرے گا اسی لیے اس نے اس گھیراؤ کو توڑنے کے لیے اپنے گرد خطرناک علاقوں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ یہ علاقے کبھی بھی واپس نہیں کرے گا بلکہ وہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے اپنے علاقے ہیں۔ بھارت اور اس کی اسٹیبلشمنٹ کو سوچنا چاہیے کہ امریکہ، اسرائیل اور دوسرے مغربی ممالک اپنی بندوق بھارت کے کندھے پر رکھ کر چلا رہے ہیں اس میں سب سے زیادہ نقصان بھارت کا ہو رہا ہے اور مزید ہوگا۔ اس جنگی صورت حال کی وجہ سے بھارت میں اقتصادی و تجارتی سرگرمیاں کم ہو رہی ہیں، بینک بند ہو رہے ہیں اور اس کی معیشت بیٹھ رہی ہے۔

سوال: آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان جنگ کے محرکات کیا ہیں اور اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

انیس الرحمان: آذربائیجان اور آرمینیا کے درمیان نگورنو قرہباخ کا علاقہ کئی دہائیوں سے متنازع چلا آ رہا ہے اور اس پر ان دونوں ملکوں کے درمیان اکثر جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ پاکستان سمیت دنیا کے تمام ممالک کا یہ موقف ہے کہ نگورنو قرہباخ آذربائیجان کا علاقہ ہے۔ جب 1990ء میں ان دونوں ممالک کے درمیان اس تنازع کی وجہ سے پہلی جنگ ہوئی تھی تو اس وقت آرمینیا کو مغربی ممالک کی پرزور حمایت حاصل تھی کیونکہ وہاں آرتھوڈاکس عیسائی بہت زیادہ ہیں جن کو اس علاقے کا ڈیموگرافک اسٹرکچر تبدیل کرنے کے لیے وہاں لاکر بسایا گیا تھا۔ پھر ان بسائے گئے عیسائیوں کی بنیاد پر وہاں ریفرنڈم کر کے مرضی کے نتائج نکالے گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اقوام متحدہ اور بعض دوسرے ممالک نے آرمینیا کے اس حق کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اس وقت موجودہ صورت حال بہت خطرناک ہے کیونکہ یہ خطہ پائپ لائنوں کا خطہ کہلاتا ہے یہاں سے تیل و گیس کی پائپ لائنیں مختلف ممالک میں جاتی ہے۔ ابھی اس جنگ کے اسباب واضح نہیں ہو رہے۔ اس سال جولائی میں ان دونوں ملکوں کے درمیان جھڑپیں ہوئی تھیں۔ زیادہ تاثر یہی ہے کہ یہ انہی جھڑپوں کا تسلسل ہے جو جنگ کی شکل اختیار کر چکا ہے اور آذربائیجان کافی

> **اسرائیل کی سابق وزیراعظم گولڈا میئر نے کہا تھا کہ ہم زیادہ دیر تک عربوں کے ساتھ براہ راست ٹکراؤ نہیں کر سکتے اس لیے ہم نے اپنے آدمیوں کو ان کی حکمرانی کی کرسیوں تک پہنچا دیا**

علاقہ آرمینیا سے واپس لے چکا ہے۔ اس خطے میں بڑی قوتوں کے مفادات بھی ہیں، چین کی اپنی گزرگاہ وہاں پر ہے۔ چین کی ایک ٹرین وہاں سے گزر کر 23 دنوں میں یورپ میں پہنچتی ہے۔ یہاں ترکی کے بھی بہت زیادہ مفادات ہیں۔ اسرائیل کے بعد دوسرا ملک آرمینیا ہے جسے پاکستان تسلیم نہیں کرتا۔ دوسری طرف ترکی اور آذربائیجان حلیف ہیں اور پاکستان ان دونوں کی حمایت کر رہا ہے۔ جس طرح ترکی کشمیر ایشو پر ہمیشہ پاکستان کی حمایت کرتا ہے۔

سوال: ایران آرمینیا کو کیوں سپورٹ کر رہا ہے؟

انیس الرحمان: یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اس حوالے سے ایران میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے اور کافی مظاہرے بھی ہوئے ہیں۔ اصل میں روس آرمینیا کا ساتھ دے رہا ہے اور ایران روس کے دباؤ کی وجہ سے اس کا ساتھ دے رہا ہے۔ کیونکہ روس اس خطے میں عسکری اور معاشی لحاظ سے ایران کا پشتیبان ہے۔ روس براہِ راست اس میں سامنے نہیں ہے بلکہ اس نے اپنی جگہ ایران کو آگے کیا ہوا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: یہ بڑی حیران کن بات ہے کہ ایران ایک شیعہ ریاست کی مخالفت کر رہا ہے اور اس سے بڑی حیران کن بات یہ ہے کہ ایک مسلمان ریاست آذربائیجان کو اسرائیل سپورٹ کر رہا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ترکی کو اس سارے معاملے میں گھسیٹنے کی سازش ہو رہی ہے۔ کیونکہ گزشتہ دنوں شام کے ایک نام نہاد مجاہد نے انٹرویو دیا ہے اور کہا ہے کہ میں نگورنو قرہباخ میں جہاد کر رہا ہوں۔ لیکن ترکی نے اس مجاہد کے بیان کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ بیان بشار الاسد کی ایما پر دیا گیا ہے تاکہ ترکی کو اس معاملے میں گھسیٹا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ترکی کی ترقی اور اردگان کا رویہ، طرزعمل، اس کا اسلام کے حوالے سے بات کرنا یورپ اور اسلام دشمن ممالک کو کھٹک رہا ہے۔ ایسا نہ ہو یہ سارا ڈراما ترکی کے خلاف کسی اقدام کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

انیس الرحمان: اس میں کوئی شک نہیں کہ آذربائیجان شیعہ سٹیٹ ہے لیکن وہاں اہل سنت کی بھی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ اسرائیل اس کی مدد اس لیے کر رہا ہے کیونکہ مستقبل میں وہاں روس اور اسرائیل کے درمیان میدان سجے گا۔ چونکہ روس آرمینیا کی پشت کھڑا ہے اس لیے اسرائیل آذربائیجان کو سپورٹ کرے گا اور ترکی کو گھسیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ آگے جا کر وہی صورت حال بنے گی کہ ایک دفعہ پھر استنبول مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یعنی جس طرح پہلی جنگ عظیم میں خلافت عثمانیہ نشانہ بنی تھی اور اب دوبارہ ترکی نشانہ بنے گا۔ دوسری طرف یہ حیرت والی بات ہے کہ تمام عرب ملک آرمینیا کے پیچھے کھڑے ہیں۔

سوال: اسرائیل نے نئی یہودی آبادکاریوں کا اعلان کر دیا ہے کیا اب بھی عرب ممالک اسرائیل کے خلاف خاموش رہیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات کے مصداق عرب بیچارے خاموش نہیں رہیں گے تو کیا کریں گے۔ وہ تو اسرائیل کے آگے سرنڈر کر چکے ہیں۔ اسرائیل کا انداز دیکھئے کہ اس نے معاہدہ کرتے وقت کہا تھا کہ اب نئی یہودی بستیاں نہیں بسائی جائیں گی اور ساتھ ہی اس کی تردید بھی کی تھی لیکن اب وہ بستیاں بسا رہا ہے کیونکہ اسرائیل کے مطابق کوئی یہودی چاہے دنیا میں جہاں کہیں بھی رہتا ہو وہ اسرائیل کا شہری ہے لہٰذا اس کو اسرائیل میں آباد ہونے کا حق ہے۔ اسرائیل نے اپنے قیام کے بعد سے کسی معاہدے پر عمل نہیں کیا۔ 1948ء کے بعد سے اسرائیل مسلسل پھیلتا چلا جا رہا ہے اور مسلمان ممالک سکڑتے جا رہے ہیں۔ جب بالفور ڈیکلیئریشن ہوا تھا تو وہ بنیادی طور گریٹر اسرائیل کے لیے تھا اور یہ ان کے

بنیادی مقاصد میں تھا کہ پہلے اس کو قائم کرنا ہے پھر اس کو اس طرح پھیلانا ہے۔ عربوں کی مثال اس بھیڑ کی سی ہے جو قصاب سے دوستی کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ شاید قصاب میرے ساتھ رعایت کردے اور میرے گلے پر چھری نہ پھیرے۔ پھر اسرائیل نے بھی یہی پالیسی بنائی ہے کہ یہ اگر میٹھے سے مر رہے ہیں تو انہیں زہر دینے کی کیا ضرورت ہے۔ یعنی ان سے معاہدے کرو، مذاکرات کرو اور پھر جب چاہو کوئی عذر تراش کر اس معاہدے کو ٹھوکر مارو اور آگے بڑھتے جاؤ۔ اسرائیل اپنے منصوبے گریٹر اسرائیل کی طرف بڑی کامیابی سے بڑھ رہا ہے۔

سوال: اسرائیل گریٹر اسرائیل کے قیام کی طرف عملاً کب بڑھے گا؟

انیس الرحمان: حقیقت یہ ہے کہ عالمی صہیونیت کا کلائمکس گریٹر اسرائیل ہے۔ دوسری طرف عرب حکمران اور عوام اسرائیل کے سامنے بچھتے چلے جا رہے ہیں۔ اسرائیل کی سابق وزیر اعظم گولڈا میئر نے کہا تھا کہ ہم زیادہ دیر تک عربوں کے ساتھ براہ راست ٹکراؤ نہیں کر سکتے اس لیے ہم نے اپنے آدمیوں کو ان کی حکمرانی کی کرسیوں تک پہنچا دیا ہے اور آج انہی کے لوگ ان کرسیوں کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں جنہیں ہم عرب حکمران کہتے ہیں۔ یہ ان کی پلاننگ کا حصہ ہے۔ اسرائیل نے جب UAE کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اس وقت اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ اس معاہدے کی بے شمار شقیں ابھی تک سامنے ہی نہیں آئی ہیں۔ یہودی آبادکاریوں کی بات UAE والوں نے اپنے عوام کو اعتماد میں لینے کے لیے کی تھی کہ اس سودے کے بدلے میں ہم نے یہودی آبادکاریوں کو روکا ہے۔ لیکن بعد میں فوراً ہی نیتن یاہو نے اپنی ٹویٹ میں اس کی تردید کر دی تھی۔ اسرائیل کے بڑھتے ہوئے قدم کو کوئی نہیں روک سکتا۔ سعودی عرب کا شمال کا سارا علاقہ اسرائیل کے ساتھ سمجھوتے میں آچکا ہے جس کو وہ نیوم سٹی کہتے ہیں اور انہوں نے اپنی حدود کو وہاں تک بڑھانا ہے۔ تبوک سے لے کر صحرائے نجف تک جب نیوم سٹی بن جائے گا تو اس کے اوپر اسرائیل کا کنٹرول ہو جائے گا۔ پھر مصر میں السیسی یہود کا اپنا آدمی ہے جو فلسطینیوں کے اوپر مظالم کر رہا ہے۔ جب جمال خاشقجی کا قتل ہوا تھا تو اس سارے عمل کی منصوبہ بندی اسرائیلی اور امریکی خفیہ اداروں کے علم میں تھی لیکن انہوں نے جان بوجھ کے خاموشی اختیار کی تا کہ اسی کی بنیاد پر سعودی عرب کو بلیک میل کیا جا سکے۔ سلطان بن عبدالعزیز جو واشنگٹن میں سعودی عرب کا سفیر رہا ہے وہ اب محمد بن سلمان کی پالیسیوں کو سپورٹ کر رہا ہے، اس کے انٹرویوز عرب چینلز کے اوپر آ رہے ہیں۔ ظاہر ہے وہ امریکہ کے کہنے پر یہ کر رہا ہے۔ محمد بن سلمان جمال خاشقجی کے قتل کے بعد کافی بیک فٹ پر چلا گیا ہے اور اس کا کام اب سابق امریکی سفیر سلطان بن عبدالعزیز کر رہا ہے۔ دوسری خلیجی ریاستوں جیسے بحرین وغیرہ کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے بلکہ یہ علامتی گلی محلے ہیں۔ جزیرۃ العرب میں دو قدیم ریاستیں ہیں یمن اور عمان۔ باقی تو یہ ساری استعمار کی بنائی ہوئی ہیں۔ یو اے ای تو عمان کا ساحل تھا۔ مغربی استعمار کے تحت جب تقسیم ہوئی تو سعودی عرب بنایا گیا تا کہ حرمین شریفین کے اوپر آل سعود کا قبضہ برقرار رہے۔ کیونکہ اگر کل اگر خلافت دوبارہ قائم ہوتی ہے تو جائز خلیفہ بننے کے لیے حرمین شریفین کا کنٹرول لازمی چاہیے ہوگا۔ اس لیے حرمین شریفین پر سعودی بادشاہت کا لاک لگایا گیا تا کہ خلافت کا اعادہ نہ ہو سکے۔ لہٰذا یہ سب مصنوعی ریاستیں ہیں اور ان کے وجود کی بنیاد پر اسرائیل کا وجود کھڑا ہے اگر یہ نہ ہوتیں تو اسرائیل قائم رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ اسرائیل بنانے سے پہلے انہوں نے سب سے پہلے ان ریاستوں کو بنایا ہے۔ یہ عالمی صہیونیت کی قلعہ بندی تھی جس کے خوفناک نتائج اب سامنے آ رہے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب حکمران اسرائیلی نواز ہیں لیکن عوام کی طرف سے کوئی ردعمل سامنے نہیں آ رہا۔ میرا خیال ہے کہ عرب عوام بھی ان سہولیات اور مراعات کے عادی ہو چکے ہیں اور ان میں کوئی جان باقی نہیں رہی لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اندر ہی اندر لوگوں میں لاوا پک رہا ہو اور ایک خاص وقت میں ان کا شدید ردعمل سامنے آئے۔ لیکن پھر خانہ جنگی ہوگی اور اس کا نتیجہ بھی مسلمانوں کے لیے اچھا نہیں ہوگا تو یہ مسلمانوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

انیس الرحمان: سید قطب شہیدؒ فرماتے تھے کہ اے مسلمانو! یہ جو تم اسلامی فوجیں دیکھ رہے ہو یہ نہ سمجھنا کہ یہ دشمنانِ اسلام کے خلاف لڑیں گی بلکہ یہ تمہارے خلاف لڑنے کے لیے تیار کی گئیں ہیں اور وہ صورت حال بالکل واضح ہو رہی ہے۔ عوام میں ردعمل بے پناہ ہے لیکن چونکہ آمریتیں ہیں، ہماری طرح کا وہاں سسٹم نہیں ہے، وہاں ان چیزوں کو سامنے نہیں آنے دیا جاتا۔

سوال: کیا دنیا ایک بڑی جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے اور عالم اسلام اس میں کہاں کھڑا ہے؟

انیس الرحمان: جنگ عظیم اول اور جنگ عظیم دوم کا پس منظر بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ یہ نہیں ہوتا کہ ایک ہی دفعہ سارے ممالک جنگ میں کود جائیں اور فوری اس کا نتیجہ نکل آئے بلکہ برسوں اس جنگ کی ہانڈی پکتی ہے پھر وہ ایک بہت بڑی جنگ ہوتی ہے۔ اس وقت بھی یہی ہو رہا ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ پہلی دونوں جنگوں کا مرکز یورپ تھا اب جو بڑی جنگ لڑی جائے گی اس کا مرکز عالم اسلام بالخصوص مشرق وسطی ہو گا اور اس میں مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہو گا کیونکہ ہم چاہیں یا نہ چاہیں یہ جنگ ہم پر مسلط کر دی جائے گی۔ کیونکہ صورت حال ایسی بنا دی گئی ہے کہ ہمیں اپنا دفاع کرنا ہی کرنا ہے۔ موجودہ دور کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ……)) (بخاری) ''عرب کے لیے تباہی ہے، اس فتنے سے جو بہت قریب آ چکا ہے۔''

ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ عربوں کو بہت مار پڑے گی کیونکہ ان کی اصل ذمہ داری دین کو قائم کرنے اور اس کو پوری دنیا میں پھیلانے کی تھی کیونکہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا تھا اور آخری نبی ﷺ ان میں آئے تھے۔ لیکن وہ اصل مشن کو چھوڑ کر جس لہو لعب میں پڑ گئے ہیں اس لیے ان کو بہت مار پڑے گی اور وہ پڑ رہی ہے۔ شام، عراق، لیبیا اور مصر میں جو کچھ ہوا وہی کچھ اب دوسرے عرب ممالک میں ہونے جا رہا ہے۔ یمن میں آگ لگی ہوئی ہے۔ دنیوی لحاظ سے دیکھا جائے تو کوئی خطہ اس بڑی جنگ سے نہیں بچے گا چاہے وہ مسلمان ہو چاہے وہ غیر مسلم ہو۔

ایوب بیگ مرزا: اس وقت مسلمان معاشی، عسکری اور ایمانی لحاظ سے بھی انتہائی کمزور ہے۔ اللہ ان مسلمانوں کی مدد کرتا ہے جن کے اندر ایمان ہوتا ہے۔ اگر مسلمانوں نے اپنے نام مسلمانوں والے رکھے ہوئے ہیں اور ان کے اعمال یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی برے ہیں تو اللہ کو مسلمانوں کے نام سے غرض نہیں ہے بلکہ اس نے ان کے اعمال کو دیکھنا ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کے کلام قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کے اُسوہ کی پیروی کریں تب ہم حقیقی معنوں میں مسلمان بنیں گے اور پھر اللہ کی مدد بھی ہمارے شامل حال ہوگی۔ جیسا کہ افغانستان میں طالبان نے یہ کردار ادا کیا ہے اور اللہ نے ان کی مدد کی ہے۔

❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

عرب اور ترک خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد

نبیل الکبیری

خلافت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد عربوں اور ترکوں کے کیمپ الگ الگ ہو گئے اور گزشتہ ایک صدی سے وہ اپنے اپنے ایجنڈے کے مطابق آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جبکہ حالیہ تناظر میں عالمِ اسلام اور خاص طور پر بیت المقدس اور فلسطین کے حوالہ سے ترک قوم اور حکومت کے کردار نے پورے عالم اسلام کو پھر سے اپنی طرف متوجہ کرلیا ہے، چنانچہ موجودہ صورتحال میں اس تبدیلی کے پس منظر اور اسباب پر بحث وتمحیص کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اس پر ہفت روزہ ''الامان'' بیروت میں معروف عرب دانشور جناب نبیل الکبیر ی نے اپنے نقطۂ نظر سے اظہار خیال کیا جس کا اردو ترجمہ جناب مسعود الرحمان خان ندوی نے کیا اور سہ روزہ ''دعوت'' دہلی نے 4 نومبر 2010ء کے شمارہ میں اسے شائع کیا۔ اس نقطۂ نظر کے تمام پہلوؤں سے اتفاق ضروری نہیں لیکن یہ صرف عربوں کی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی گزشتہ پون صدی کی ناکامیوں پر غور وفکر کا ایک رخ ضرور مہیا کرتا ہے اور اسی حوالہ سے یہ مضمون قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

''ترک کامیاب ہوئے اور عرب ناکام! بلکہ اسلام پسند ترک کامیاب ہوئے، اسلام پسند عرب ناکام! یہ کیا بات ہے؟ جب کہ اسلام پسند ترک اسلام پسند عربوں کے شاگرد رشید ہیں اس کے برعکس نہیں ہے۔ مگر شاگرد کیوں کامیاب ہوئے اور استاد کیوں ناکام؟ یہ سوال اہم ومعروضی ہے لیکن سخت وتلخ بھی ہے۔ اس لیے کہ ہم عربوں کا مزاج غلطیوں کے اعتراف، ناکامیوں کے اقرار، تجربات پر نظر ثانی اور ان سے استفادہ سے فرار کا ہے۔ ہم عربوں کا یہ اصل مسئلہ ہے۔ حقیقت کے سامنے سے ہمیشہ فرار اور اس سے آنکھیں چرانا، بلکہ سننے سے بھی گریز، یا جو کچھ بھلا برا ہو گیا اس کا جواز پیش کرنا ہمارا اصل مسئلہ ہے۔ ہمارا مسئلہ عرب قبائلی اکھڑپن اور جاہلی عصبیت ہے جس کو ہم سختی سے پکڑے ہوئے ہیں۔

چودہ صدی بعد ہم ابھی تک ''سقیفہ'' کی بحث سے فارغ نہیں ہوئے، ہم ابھی تک ''صفین وجمل'' کی فضاؤں میں جی رہے ہیں، مستقبل کو ماضی کے رخ پر دیکھتے ہیں، گویا یہ ماضی اپنی تمام غلطیوں اور منفی پہلوؤں کے ساتھ ہمارا مستقبل ہے۔ حالانکہ وہ ماضی چمکدار بھی ہے، اس میں بہت سے خیر کے پہلو ہیں جن کی بنیاد پر ہم اپنے حال و مستقبل کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ اس میں بہت سی غلطیاں بھی ہیں جن سے بشری تجربات کے لحاظ سے صرف نظر کر سکتے ہیں۔ الغرض ہم ماضی کے تمام منفی پہلوؤں کے ساتھ جیتے ہیں اور اس کے مثبت پہلوؤں سے بھاگتے بلکہ ان کا انکار کرتے ہیں۔ اس لیے ہم حقائق کی تلاش اور ماضی میں خیر و شر کے تجربات واخطاء سے استفادہ پسند نہیں کرتے۔ ہمیں ہمارے آپسی خطوط مشترک کے طور پر اختلافی نقاط بھاتے ہیں۔ جب کہ اغیار ان چیزوں کو تلاش کرتے ہیں جو ان کو متحد کریں نہ کہ متفرق، اور طاقت بخشیں نہ کہ کمزور کریں۔ یہی ہم عربوں میں مفقود ہے۔

ترکی میں العدالۃ والتنمیہ کے اسلام پسندوں کی کامیابی تجربات ومعارف اور کامیابیوں وناکامیوں کے مجموعہ کو فلٹر ومطالعہ وتنقیح کر کے ان کو ایسی بہترین شکل میں پیش کرنے سے ہوئی جس سے استفادہ اور تعمیر نو ممکن ہو۔ اس کے برعکس عرب کسی سے استفادہ کرنا نہیں چاہتے، اس لیے کہ ہم میں سے ہر ایک خود تجربہ کرنا اور دیکھنا چاہتا ہے، خواہ وہ ساری امت کی کوششوں کے حساب اور اس کے حال و مستقبل کی بربادی پر منتج ہو۔ یہ ہماری ذات کی گہرائی میں پیوست ''انا کمپلیکس'' ہے جس سے ہم اپنی ذات اور امت پر ڈھائے ہوئے تمام مصائب و پریشانیوں کے باوجود نجات حاصل نہیں کر سکے۔ وہ گناہ کے ذریعے عزت حاصل کرنا، غلطی کا اعتراف و تدارک نہ کرنا، اور حق وصواب کی طرف واپس نہ ہونا ہے۔ وہ تشریع وتاریخ میں واضح خلط مبحث دین اور سیاست میں عدم تفریق ہے۔

یہ ہم عربوں کا مسئلہ ہے کہ ایک فریق نے اپنی ترقی میں دین کو رکاوٹ سمجھا تو اس نے اس کو کنارے کر دیا جس کی وجہ سے وہ جلد ہی راہ سے بھٹک گیا۔ اس لیے کہ اس نے اس چراغ ہی کو پھینک دیا جو اس کے راستہ کو روشن کرتا۔ دوسرے فریق نے دین کو ترقی کا ضروری مقدمہ سمجھا لیکن اس نے اس کو اپنی فہم کے مطابق سمجھا اور اپنے پیمانے کے مطابق لیا اور ایسے بشری اجتہادات پر اڑ گیا جن کا اب چودہ صدی سے زیادہ وقت گزرنے کے بعد کوئی جواز نہیں ہے۔ جبکہ ترکوں نے غلط وصحیح کے نکات کو مقرر کر کے ان کو آگے بڑھنے کا زینہ بنایا، مستقبل کی طرف دیکھا، انسان کی ضروریات اور اس کے روحانی اشواق کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دیکھا۔ جبکہ عرب ماضی میں غرق رہے، دنیا کو بے سود مواعظ سے بھر دیا، مگر یہ نہ سوچا کہ بھوکے معدہ کا درد والم کانوں کو بہرا اور عقلوں کو منجمد کر دیتا ہے۔ ترک اسی لیے کامیاب ہوئے کہ انہوں نے بیک وقت ترک اور مسلم ہونے میں تعارض محسوس نہیں کیا۔ جب کہ عرب مرغ کے مشابہ کشمکش میں مبتلا رہے۔ ایک کہتا ہے کہ حل عرب قومیت سے گلوخلاصی میں ہے، جبکہ دوسرا بولتا ہے کہ حل اسلام سے دستبرداری میں ہے، اور دیگر کہنے والے کہتے کہ ایک وقت میں عرب ومسلم ہونا ممکن نہیں۔

ترک اس لیے کامیاب ہوئے کہ انہوں نے تمام ترکی عوام کے ساتھ ایک ملک کے حکمران کی حیثیت سے معاملہ کیا۔ ان کے ساتھ پارٹی یا طائفہ یا قبیلہ کی بنیاد پر معاملہ نہیں کیا۔ اس ملک کے حکمرانوں نے مملکت کو عزت و جاہ، ملت وثروت، اور حکومت واقتدار کا وسیلہ بنا کر بیٹوں و پوتوں کی موروثی جائیداد بنانے کا معاملہ نہیں کیا۔ ترک اس لیے کامیاب ہوئے کہ وہ جمہوریت پسند اور ظلم واستبداد سے نفرت کرنے والے ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کو نمائش کے لیے زیب وزینت کا ڈیکوریشن اور اس کے نام پر بین الاقوامی امداد کی بھیک مانگنے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ وہ اس لیے کامیاب ہوئے کہ انہوں نے ترکی کو ایک مملکت سمجھا، قبیلہ نہیں۔

ترکوں کے پاس پیٹرول ہے نہ گیس، مگر وہ اس لیے کامیاب ہوئے کہ ان کے پاس طاقتور سیاسی ادارہ اور اس سے زیادہ قومی فکری آزادی ہے۔ انہوں نے اپنی اس اندرونی طاقت کے بل پر ترکی کے میدانی علاقوں کو گیہوں، چاول اور جو پیدا کرنے کے کھیت بنا ڈالا۔ اس طرح خطہ میں وہ پہلی مملکت بنی جس نے گیہوں کا اہم اسٹریجک محصول حاصل کیا۔ جس کو عرب پیدا کر کے نہیں بلکہ عزت کی مفقود روٹی حاصل کرنے کے لیے اپنے پیٹرول وگیس کو بلیک مارکیٹ میں بیچ کر حاصل کرتے ہیں۔

ترکوں کی کامیابی کے یہ بعض نکات ہیں۔ عرب جماعتوں کو چاہیے کہ تھوڑی تواضع اختیار کر کے اپنا جائزہ لیں، دوسروں کے تجربات سے فائدہ اٹھانے میں سرفہرست ترکی تجربہ کا غور سے مطالعہ کریں، پھر اس تجربہ کی روشنی میں اپنے مسلمات پر غور کریں۔ نمایاں مفکر احمد داؤد اوغلو اور ان کے دونوں ساتھیوں اردوغان اور غول کی اسٹریجک فکر پر غور کریں۔ یہ تجربہ ستر برس سے بھٹک رہی عرب جماعتوں وتحریکوں کے غور وفکر کا مستحق ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الامان، بیروت)

ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا پانچویں خاتون تھیں جو ام المؤمنین کے عظیم مرتبے پر فائز ہوئیں۔ اس سے پہلے حضرت خدیجہ، حضرت سودہ، حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہن، نبی کریم ﷺ کے عقدِ نکاح میں آچکی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی رفاقت بہت کم 3 ماہ ہونے کی وجہ سے سیرت نگاروں نے اور مؤرخین نے ان کی طرف کم توجہ دی ہے۔ اس لیے سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں ان کا تذکرہ بہت کم ملتا ہے۔

ولادت باسعادت

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت نبی کریم ﷺ کی اعلان نبوت سے 13 سال پہلے ہوئی۔ والد نے آپ کا نام زینب رکھا۔ زینب کے لغوی معنی منعمۃ البدن (خوب صورت اور نرم ونازک بدن والی)

نام ونسب

نام زینب اور کنیت ''ام المساکین'' تھی۔ سلسلہ نسب اسی طرح سے ہے۔ زینب بنت رضی اللہ عنہا خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمر بن عبدالمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ۔ والدہ کا نام ہند بنت عوف بن زبیر تھا۔ ام المؤمنین، حضرت میمونہ بنت حارثؓ، سلمٰی بنت عمیسؓ (زوجہ حمزہؓ بن عبدالمطلب) اسماء بنت عمیس (زوجہ جعفر بن ابی طالب) ماں کی طرف سے آپؓ کی بہنیں ہیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب نبی کریم ﷺ کے نصب سے اکیسویں پشت میں جا کر معد بن عدنان سے مل جاتا ہے۔

خاندانی پس منظر

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک بڑا قبیلہ بنو عامر تھا۔ ان کی ایک شاخ بنو ہلال تھی۔ یہ بنو ہلال یمن میں آکر آباد ہوئے۔ یمنی لوگ خوشحال تھے۔ لیکن اللہ کے نافرمان تھے۔ سورج اور چاند کے علاوہ بھی کئی خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ قوم شرک اور معاشرتی گناہوں کے نشے میں مست تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا۔ ان کے مکانات، کھیت اور بستیاں کھنڈرات میں تبدیل ہوگئیں۔ تو یہ لوگ یمن سے حجاز آکر آباد ہوئے۔ انہی لوگوں میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا قبیلہ بنو ہلال بھی شامل تھا۔

آپؓ کا بچپن

آپؓ کا بچپن بڑے ناز ونعم میں گزرا لیکن آپؓ اس دور کی دوسری بچیوں کی نسبت بالکل منفرد تھی۔ بچپن ہی سے انہیں غریبوں، مسکینوں اور فاقہ مستوں کو کھانا کھلانے کا بڑا شوق وذوق تھا۔ جب تک وہ کسی کو کھانا نہ کھلائیں انہیں سکون محسوس نہ ہوتا۔ ان کے باپ خزیمہ کا شمار اس زمانے کے بڑے رئیسوں میں ہوتا تھا۔ اس کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں تھی۔ باوجود اس دولت وثروت کے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے اندر بچپن ہی سے عاجزی، انکساری اور فیاضی کی صفت پائی جاتی تھی۔

''ام المساکین'' کا لقب

حضرت زینب رضی اللہ عنہا شروع سے ہی بہت فیاض اور دریا دل تھی۔ آپؓ بعض معاملات میں دیگر ازواج مطہرات سے آگے نظر آتی ہیں۔ آپؓ بڑی رحم دل، منکسر المیزاج اور سخی تھیں۔ وہ ہمیشہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیا کرتی تھیں۔ ان کے دروازے پر آنے والے سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ اس وجہ سے لوگ بچپن ہی سے آپؓ کی اس صفت کی وجہ سے آپؓ کو ''ام المساکین'' کے لقب سے یاد کرنے لگے تھے۔ غریب پروری اور مساکین کی دیکھ بھال کرنا ایسے عمدہ اوصاف ہیں کہ قرآن کریم نے بطور خاص ان کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم کی سورۃ الدھر کی آیت 8 تا 10 میں ہے:

''اور اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔ ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا طویل ترین دن ہوگا۔''

قبول اسلام

چونکہ آپؓ کی ولادت بعثت نبوی سے 13 سال قبل ہوئی تھی۔ اس لیے حضور ﷺ کی اعلان نبوت کے کچھ عرصہ بعد جو لوگ مسلمان ہوئے۔ ان میں سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی ہیں۔

پہلا نکاح

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپؓ کا پہلا نکاح طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کے ساتھ آپؓ کچھ عرصہ ہی ازدواجی زندگی کی بہاریں دیکھ پائی تھیں کہ انہوں نے آپؓ کو کسی وجہ سے طلاق دے دی۔

دوسرا نکاح

طفیل کے طلاق کے بعد سید زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح طفیل کے بھائی حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ 2ھ کو غزوہ بدر پیش آیا۔ اسلامی تاریخ کے حق وباطل کے اس پہلے معرکے میں کفار کی طرف سے کفار مکہ کے سردار عتبہ، شیبہ اور ولید میدان جنگ میں اترے اور مسلمانوں کی طرف سے علیؓ، حمزہؓ اور عبیدہؓ مقابلے کے لیے نکلے۔ تینوں مشرک قتل ہوئے۔ حضرت عبیدہؓ زخمی ہوئے اور مدینہ لوٹتے ہوئے مقام صفراء پر داعی اجل کو لبیک کہا اور مقام صفراء پر دفن کیا گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جب اپنے شوہر کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی آنکھیں نم ہوگئیں۔ لیکن صبر کا دامن نہیں چھوڑا اور بارگاہ رب العزت میں عرض کیا: ''اے اللہ! بس تو راضی ہو جاؤ۔'' نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت عبیدہؓ کی جو منزلت اور رفعت تھی اس کو دیکھتے ہوئے مہاجرین وانصار انہیں ''شیخ المہاجرین'' کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

تیسرا نکاح

آپؓ کا تیسرا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جو حضور ﷺ کی پھوپھی زاد اور جلیل القدر صحابیؓ تھے۔ اور ام المؤمنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔

آپؓ کے شوہر کا بلند مرتبہ اور پُرخلوص آرزو

جب 3ھ میں اسلامی لشکر جنگ احد کے لیے مدینہ منورہ سے نکلا تو لڑائی شروع ہونے سے پہلے رات کو آپؓ کے شوہر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ ''اے میرے اللہ! میرے مقابلے میں ایسا آدمی لانا جو بڑا بہادر اور تندرست ہو میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے، یہاں تک کہ میں لڑتے لڑتے تیری راہ میں اس کے ہاتھ

سے قتل ہو جاؤں، پھر وہ میری ناک اور کان کاٹ ڈالے، جب میں تجھ سے ملوں اور تو مجھ سے پوچھے کہ تیرے کان ناک کیوں کاٹے گئے؟ تو میں عرض کروں کہ اے اللہ تیرے لیے اور تیرے رسول ﷺ کے لیے۔ میرے جواب پر تو فرمائے کہ ہاں تو سچ کہتا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور آپؓ کو شہادت نصیب ہوئی۔ چونکہ احد میں کفار نے شہدائے احد کا مثلہ کیا تھا اور آپؓ کے کان ناک کاٹ دیئے تھے۔

ہجرت مدینہ

مشرکین مکہ نے جب اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھا تو ظلم اور تشدد پر اتر آئے۔ سیدہ زینب ؓ اور آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث ؓ پر بھی طرح طرح کے مصائب و مشکلات آئیں۔ اسی دوران ہجرت کا حکم نازل ہوا۔ دونوں میاں بیوی نے ہجرت کی تیاری شروع کر دی۔ بالآخر ایک دن مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ حضرت عبیدہ بن حارث ؓ کو حضرت عمیر بن حمام انصاری ؓ کا بھائی قرار دیا۔ حضرت عمیر ؓ نے حضرت عبیدہ ؓ اور ان کے خاندان کے لیے ایک مکان اور کافی ساری زمین وقف کر دی۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی سیدہ زینب ؓ حسبِ معمول غرباء اور مساکین پر خرچ کرتی رہیں۔

حضرت زینب ام المؤمنین بنتی ہیں

حضرت زینب ؓ جوانی میں بار بار حادثات کی وجہ سے کافی غمگین ہوئی تھیں۔ وہ اپنے آپ کو تنہا اور بے سہارا محسوس کرتی تھیں۔ جب نبی کریم ﷺ کو حضرت زینب ؓ کے صبر و استقامت، ثابت قدمی اور ان کے جہاد کا علم ہوا اور دیکھا کہ ان کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ تو آپؐ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا اور اس طرح امت کے غم گسار نبی مکرم ﷺ نے ایک بیوہ عورت کو سہارا دیا اور انہیں "ام المساکین" کے ساتھ ساتھ "ام المؤمنین" کا تاج عزت و رفعت پہنایا۔

نکاح اور حق مہر

یہ نکاح اوائل رمضان 3ھ میں ہوا اور 400 درہم حق مہر مقرر ہوا۔ نکاح کے وقت آپؓ کی عمر 30 سال اور حضور ﷺ کی عمر 55 سال تھیں۔ حضرت زینب کے نکاح میں ولی آپؓ کے چچا قبیصہ بن عمرو الہلالی تھے۔

(السیرۃ، ابن ہشام)

سوکنوں سے سلوک

ام المؤمنین حضرت زینب ؓ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ اور حضرت حفصہ ؓ کی سہیلی ہونے کا شرف حاصل تھا۔ ان دونوں امہات المؤمنین کو پتہ تھا کہ حضور ﷺ نے ان کے اور ان کے شوہر کے تقویٰ کی بنا پر ان کی دلجوئی کرنے کے لیے شادی کی ہے۔ لہٰذا انہوں نے بھی خوش آمدید کہا اور ان کی دلجوئی کی۔

معیت رسول کا مختصر زمانہ

آپ ؓ کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ زیادہ وقت گزارنے کو نہیں ملا بلکہ نکاح کے 3 ماہ بعد جوانی میں 30 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

وفات

ام المؤمنین سیدہ زینب ؓ نے 3 ہجری میں وفات پائی۔ وفات کے وقت عمر 30 سال تھی۔ آپؓ کی قبر مدینہ منورہ جنت البقیع میں ہے۔

خصوصی فضیلت

امہات المؤمنین میں سے صرف سیدہ زینب ؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپؓ کا جنازہ خود نبی کریم ﷺ نے پڑھایا اور خود ہی قبر میں اتارا۔

اگرچہ حضرت خدیجہ ؓ کی وفات بھی نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ہوئی لیکن اس وقت جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ باقی سب ازواج مطہرات کا انتقال حضور اکرم ﷺ کی وصال کے بعد ہوا۔

اللہ تعالیٰ امہات المؤمنین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو ان اعلیٰ ہستیوں کی سیرت و کردار کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❂❂❂

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(10 تا 16 اکتوبر 2020ء)

ہفتہ (10 اکتوبر 2020ء) کو دارالاسلام مرکز میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر فیصل آباد روانگی ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب حلقہ کے اجتماع میں رفقاء سے بیعتِ مسنونہ لی۔ سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی اور آخر میں رفقاء سے خطاب کیا۔ اس کے بعد انجمن خدام القرآن فیصل آباد کی مجلس عاملہ کے ارکان سے اجتماعی ملاقات کی۔ رات فیصل آباد میں قیام کیا۔

اتوار (11 اکتوبر 2020ء) کی صبح سرگودھا روانگی ہوئی۔ دوران سفر حلقہ کراچی وسطی کے (اس وقت جاری) فیملی تربیتی اجتماع کے لیے ایک آڈیو پیغام ریکارڈ کر کے بھیجا۔ 10:30 بجے حلقہ سرگودھا کے اجتماع میں شرکت کی۔ حلقہ کے رفقاء سے بیعت مسنونہ لی۔ سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ بعدازاں رفقاء سے خطاب کیا۔ یہ پروگرام نماز ظہر تک جاری رہا۔ اس کے بعد لاہور واپسی ہوئی۔ رات کو روزنامہ مشرق کے نمائندہ کے ساتھ نعیم اختر عدنان کے توسط سے ایک انٹرویو کا اہتمام ہوا۔

پیر (12 اکتوبر 2020ء) کو لاہور میں دو سرکاری یونیورسٹیز کے ڈین حضرات اور اساتذہ سے ملاقات کی جس میں ترجمہ قرآن کے نصاب کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ رات کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (13 اکتوبر 2020ء) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (14 اکتوبر 2020ء) کو سید اظہر ریاض صاحب (مرحوم) اور عارف جمال فیاضی صاحب کے ہمراہ جامعہ فاروقیہ حب کراچی میں مولانا عادل خانؒ کی شہادت پر ان کے بھائی اور بیٹے سے تعزیت کی۔ رات لاہور واپسی ہوئی۔

جمعرات (15 اکتوبر 2020ء) کو منصورہ میں ملی یکجہتی کونسل کے سربراہی اجلاس میں شرکت کی۔ اس دوران سید اظہر ریاض کے انتقال کی خبر ملی۔ اس وقت فلائٹس کا پتہ کیا تو فوری طور پر کوئی فلائٹ نہ تھی، چنانچہ شام 3:45 بجے کی فلائٹ سے کراچی واپسی ہوئی۔ تاخیر کی بنا پر جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔ تاہم تدفین کے موقع پر قبرستان میں ان کے بھائیوں اور متعلقین سے تعزیت کی۔ بعدازاں اُن کے گھر بھی تعزیت کے لیے گئے۔

جمعہ (16 اکتوبر 2020ء) کو جامع مسجد شادمان، کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات لاہور واپسی ہوئی۔

سب ہی خدام القرآن چلے جارہے ہیں

انجینئر نعمان اختر

15 اکتوبر 2020ء بروز جمعرات نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پاکستان و صدر انجمن خدام القرآن سندھ، شفیق مزکی ومربی اور خادم قرآن محترم سید اظہر ریاض صاحب رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شریکِ بزمِ دل بھی تھا، چراغ بھی اور پھول بھی

ہمارے لیے تو نبی کریم ﷺ کے تلقین کردہ ان الفاظ میں ہی عافیت وسکون ہے کہ:

((اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ))

''جو کچھ اللہ نے لے لیا، وہ اسی کا تھا؛ اور جو دیا ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مدت مقررہ تک کے لیے ہے، تم صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔''

بالخصوص شہر کراچی کے رفقاءِ تنظیم کے لیے یقیناً بڑے صبر کا مرحلہ ہے۔ ہمارے ایک ساتھی نے انتقال کی اطلاع پر اپنے تاثرات شیئر کیے کہ اُفق پار کیا کوئی محفل سجی ہے سبھی خدام القرآن چلے جارہے ہیں

استاد محترم نوید صاحب رحمہ اللہ، ثاقب رفیع شیخ صاحب مرحوم اور اب محترم اظہر ریاض صاحب کے سایۂ شفقت سے محرومی ہم رفقاءِ تنظیم کے لیے بڑا صدمہ ہے اللہ ہمیں اور اظہر ریاض صاحب کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سید اظہر ریاض صاحب نے 56 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کیا۔ بانیٔ محترم رحمہ اللہ کی فکر اور انجینئر نوید احمد صاحبؒ کے اخلاص سے متاثر ہوکر تنظیم کے قافلے میں شامل ہوئے۔ راقم نے ان کے ساتھ ملتزم تربیتی کورس کیا۔ مقامی تنظیم کے امیر بھی رہے۔ تنظیم کی وسعت کے باعث جب کراچی کو دو حلقوں میں تقسیم کیا گیا تو امیر حلقہ کراچی شمالی کی ذمہ داری بھی خوب نبھائی۔ آخر میں نائب ناظم اعلیٰ زون جنوبی پاکستان کی ذمہ داریاں احسن وخوبی کے ساتھ ادا کررہے تھے۔ ساتھ ہی مارچ 2019ء سے انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر کے فرائض بھی احسن انداز میں انجام دے رہے تھے جس کے باعث الحمدللہ انجمن و تنظیم کا باہمی ربط آپ کی جاں گسل کاوشوں سے بہت مضبوط ہوا۔ مشہور آئل کمپنی پاک عرب ریفائنری میں سینئر پوسٹ کو تنظیمی ذمہ داریوں کے باعث شعوری طور پر خیر باد کہا اور کل وقتی دین کی خدمت اور انجمن و تنظیم کی ذمہ داریوں کے لیے وقف کیا۔ ان ذمہ داریوں کے مستزاد ایک مقامی نظم کے تحت ہفتہ وار درس قرآن، رمضان المبارک میں خلاصہ مضامین قرآن کی سعادت بھی حاصل رہی اور کچھ عرصہ قرآن انسٹیٹیوٹ جوہر کے تحت رجوع الی القرآن کورس میں عربی گرامر کی تدریس بھی فرمائی۔

اللہ نے مرحوم کو اولاد میں ایک صاحبزادی عطا کی جن کو دینی رنگ میں ڈھالا اور تربیت فرمائی الحمدللہ۔ آپ کی شریک حیات کو بھی اللہ نے ان کے ساتھ دین کے انقلابی فکر سے نوازا اور آپ کی زیر نگرانی تنظیمی قافلے کو آگے بڑھانے میں آپ کی مدد ومعاون رہیں۔

مرحوم اپنا موقف ڈٹ کر رکھتے تھے۔ ایک ساتھی نے ان کا واقعہ شیئر کیا کہ ایک صاحب ان سے بحث کرنے لگے کہ آزادیٔ اظہار رائے کا حق ہونا چاہیے، ہم مسلمان کیوں رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے اتنا اشتعال میں آجاتے ہیں تو اظہر صاحب نے انہیں ایمان افروز جملہ فرمایا کہ بھائی آپ نبی ﷺ کے حوالے سے Freedom Of Speech کی بات کرتے ہیں۔ ہماری کیفیت تو یہ ہے کہ جب ہم آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات پڑھتے یا سنتے ہیں تو ہمارے جسم کے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ہم سے تو صحابہؓ کی گستاخی بھی برداشت نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ کی تو بات ہی الگ ہے۔ اللہ مرحوم ومغفور کو انبیاء، صدیقین، شہدا وصالحین کا ساتھ اور نبی کریم ﷺ کی معیت عطا فرمائے، آمین۔

کچھ عرصے سے گیسٹرو کی تکلیف میں تھے۔ انتقال سے ایک دن پہلے تک اپنے دفتر میں خدمت قرآنی انجام دیتے رہے۔ سینے میں بوجھ محسوس کیا اسی شام راقم کو فون کیا فرمایا کہ پیٹ کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے، ڈاکٹر ناصر سے پتہ کریں۔ راقم نے ڈاکٹر سے رابطہ کروایا۔ جمعرات کی صبح اپائنٹمنٹ تھی لیکن رات کو نیند میں ہی اللہ نے اپنے پاس بلالیا۔ بہرحال یہ تو دنیوی اسباب ہوتے ہیں۔ اصل حقیقت تو یہ ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، کسی لمحے کا پتہ نہیں کہ کب کس کا وقت پورا ہوجائے اور مہلت عمل ختم ہوجائے۔ جانا سبھی کو ہے لیکن جانے جانے میں فرق ہوتا ہے، عظیم ہیں وہ ہستیاں جو خدمت قرآنی اور نبی کریم ﷺ کے انقلابی مشن میں جدوجہد کرتے ہوئے خالق حقیقی کو جا ملے۔

اللہ سے دعا ہے کہ سید اظہر ریاض مرحوم ومغفور کی دینی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے، آپ کو نفس مطمئنہ کی صورت میں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے، اپنی رضا کا اعلان فرمائے، علیین میں شمار فرمائے، ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے اور ان کی خطاؤں سے درگزر اور حسنات کو قبول فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم ''اندرون شہر'' میں مجیب الرحمن کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ لاہور شرقی کی طرف سے مقامی تنظیم اندرون شہر میں تقرر امیر کے لیے اپنی تجویز کے ساتھ رفقاء کی آراء ارسال کی۔

امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 10 اکتوبر 2020ء میں مشورہ کے بعد محترم مجیب الرحمن کو مقامی تنظیم اندرون شہر کا امیر مقرر فرمایا۔

تبدیلیٔ پتہ

دفتر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن گوجرانوالہ سے گجرات منتقل ہوگیا ہے۔

نیا پتہ درج ذیل ہے۔

''مرکز تنظیم اسلامی (حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن مسجد تقویٰ متصل پولیس چوکی گرین ٹاؤن جماپور روڈ، گجرات''

فون: (053)3600937

حلقہ مالاکنڈ، مقامی تنظیم بی بیوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

مقامی تنظیم بی بیوڑ کا چار رکنی دعوتی قافلہ محترم حسین احمد، عالم زیب، محمد ناصر اور راقم الحروف گاؤں میاں باندہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جامع مسجد پہنچ کر امام مسجد سے ملاقات ہوئی اور نماز کے بعد دینی فرائض کے جامع تصور کے موضوع پر خطاب کرنے کی اجازت طلب کی اور بخوشی اجازت مل گئی۔ نماز کے بعد جناب عالم زیب نے فرائض دینی کے جامع تصور پر خطاب فرمایا۔ خطاب کے آخر میں جناب عالم زیب نے فرمایا کہ اقامت دین کی جدوجہد کس طریقے سے کی جائے گی، اس کا طریقہ کیا ہوگا؟ اس بارے میں بعد از نماز مغرب بات ہوگی۔ لیکن مسجد کے امام صاحب نے مغرب کے بعد خطاب کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ہم نے پھر زیادہ اصرار نہیں کیا اور دوسری مسجد میں چلے گئے۔ وہاں تبلیغی جماعت والے آئے ہوئے تھے۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے بتایا کہ کیا آپ لوگ درس قرآن کے لیے آئے ہو، ہم نے ہاں میں جواب دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ درس قرآن دے دو اور بعد میں ہم اپنا مطالبہ کر لیں گے۔ نماز مغرب کے بعد جناب حسین احمد نے انتہائی پُرتاثیر انداز میں فرائض دینی کے جامع تصور کو واضح کیا۔ شرکاء نے کافی پسند فرمایا اور محلے والوں نے دوبارہ بھی آنے کی فرمائش کی۔ مسجد کے خطیب صاحب نے بھی بھرپور حمایت کی۔ ان دونوں پروگراموں میں کل 60 افراد تک تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچا دی۔ حاضرین میں عبادت رب اور انقلاب نبویؐ کے پمفلٹ بھی تقسیم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری سعی وجہد کو قبول فرمائے۔ آمین! (مرتب: خالد محمد زئی)

حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی اجتماع

حلقہ لاہور شرقی کا سہ ماہی اجتماع مرکز حلقہ گڑھی شاہو میں بروز اتوار 23 اگست کو منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز صبح 9 بجے ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری، ناظم تربیت حلقہ لاہور شرقی جناب ڈاکٹر محمد حسیب نے پروگرام کی تفصیل بیان کی اور فرمایا کہ آج کا اجتماع کرونا وائرس کی وجہ سے چھ ماہ کے وقفے سے منعقد ہو رہا ہے اور اس دوران بہت سی تبدیلیاں بھی رونما ہو چکی ہیں جن میں امیرِ تنظیم شجاع الدین شیخ کا انتخاب جو سابقہ امیر تنظیم حافظ عاکف سعید حفظ اللہ کی امارت سے اپنی علالت کے باعث معذرت کے نتیجے میں عمل میں آیا اور امیر حلقہ لاہور شرقی قرۃ العین کی مدت امارت کے مکمل ہونے کے بعد استصواب کے نتیجے میں محترم نورالوریٰ کا نئے امیر حلقہ کا تقرر شامل ہے۔ انہوں نے مرکز کی طرف سے نئے امیر تنظیم سے بیعت سمع وطاعت فی المعروف کے حوالے سے دیئے گئے رفقاء کی درجہ بندی کے اعتبار سے ٹائم شیڈول کی بھی وضاحت فرمائی۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز محترم سہیل انجم کے درس قرآن سے ہوا۔ بعد ازاں گڑھی شاہو تنظیم سے حافظ محمد توصیف نے تذکیر بالحدیث کی ذمہ داری ادا کی۔ اس کے بعد بانی تنظیم رحمہ اللہ کی ایک اہم ویڈیو بیان بعنوان ”دین کے تقاضے“ شرکاء کو دکھایا گیا جس سے تنظیمی فکر اور دینی ذمہ داریوں کی خوبصورت یاددہانی ہوئی۔ وقفہ برائے باہمی تعارف وتواضع کے بعد شمالی لاہور کی مقامی تنظیم کے رفیق محترم پروفیسر عدیل نے دنیا کے جغرافیے پر نقشے اور پروجیکٹر کے ذریعے ایک معلوماتی لیکچر دیا۔ محترم عرفان قریشی رفیق تنظیم صدر نے دلگداز انداز میں کلام اقبال پیش کیا۔ مہمان مقرر مرکزی شعبہ تعلیم تربیت کے معاون جناب شیر افگن نے بیعت سمع وطاعت کی ضرورت واہمیت پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ محترم محمد عظیم، ناظم مالیات حلقہ لاہور شرقی نے حلقہ قرآنی کی اہمیت وضرورت پر جامع گفتگو فرمائی۔ اختتامی خطاب فرماتے ہوئے امیر حلقہ لاہور شرقی نے دعا کی اہمیت وضرورت کے حوالے سے حدیث مبارکہ کی روشنی میں فرمایا کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور آج کے حالات میں ہمیں اس کی اشد ضرورت ہے۔ انہوں نے امیر حلقہ کی بھاری ذمہ داری دیے جانے پر شرکاء سے دعا اور تعاون کی درخواست کے ساتھ اپنا تفصیلی تعارف بھی کرایا۔ پروگرام کے اختتام پر رفقاء میں نئے بیعت فارم بھی تقسیم کیے گئے۔ یہ اجتماع نماز ظہر پر اختتام کو پہنچا۔ اللہ کریم اجتماع کے شرکاء کی حاضری کو قبول فرمائے اور غلبۂ واقامت دین کی جدوجہد میں ہمیں اخلاص کے ساتھ مزید جوش وجذبہ عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: قرۃ العین)

حلقہ کراچی شمالی کا کل رفقاء اجتماع

4 ستمبر بروز جمعہ بعد نماز عشاء کو حلقہ کراچی شمالی کے تحت کل رفقاء کا خصوصی اجتماع قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں منعقد ہوا۔ تنظیم اسلامی کی تبدیلی امارت کے بعد نئے امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ کے ساتھ حلقہ کے تمام رفقاء کی یہ پہلی ملاقات تھی۔ اس اجتماع میں تقریباً 550 سے زائد رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز حافظ محمد آیاز نے تلاوتِ قرآن کریم سے کیا۔ جس کے بعد نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب اظہر ریاض نے ابتدائی کلمات میں اجتماع کے اغراض ومقاصد پیش کیے، جس میں بتایا گیا کہ امیر محترم نے سالانہ اجتماع سے قبل تمام حلقہ جات کا ہنگامی دورہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کی ابتدا آج حلقہ کراچی شمالی سے ہوئی ہے۔ اس اجتماع میں تمام رفقاء کے لئے موقع ہوگا کہ وہ امیر محترم کے سامنے بالمشافہ اپنی آراء اور سوالات پیش کر سکیں۔ جس کے بعد بیعتِ مسنونہ کا اہتمام ہوگا اور امیر محترم کا خطاب ہوگا۔ انہوں نے امیر محترم کا اجمالی تعارف رفقاء کے سامنے پیش کیا۔ امیر حلقہ جناب سید محمد سلمان نے حلقہ کراچی شمالی کا مختصر تعارف پیش کیا۔ جس میں حلقہ کا حدود اربعہ، امراء تنظیم کا تعارف اور رفقاء واسرہ جات کی تعداد وغیرہ سے امیر محترم کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد رفقاء کو موقع دیا گیا کہ وہ تحریراً امیر محترم سے سوالات کر سکیں۔ یہ سیشن تقریباً 1 گھنٹہ پر محیط رہا۔ اس کے بعد بیعتِ مسنونہ کا اہتمام کیا گیا جس کے بعد امیر محترم نے اختتامی خطاب ارشاد فرمایا۔ جس کے آغاز میں انھوں نے رفقاء کے سامنے سورۃ آل عمران کی آیت 185 کی روشنی میں اللہ کی رضا اور فکر آخرت کی اہمیت کو اجاگر کیا، کہ اصل اہمیت ان کی ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ سابقہ امیر تنظیم اسلامی محترم جناب حافظ عاکف سعید ہمارے سامنے کرنے کے کام کے حوالہ سے تین اہداف رکھتے تھے میری رائے میں یہ ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہنے چاہیے۔ (1) تعلق مع اللہ (2) نظم کی پابندی (3) دعوت۔ اگر یہ باتیں ہمارے سامنے رہیں تو پھر ہم پریشان نہیں ہوں گے کہ کیا کام کریں؟ ہمارے لیے کیا اہداف ہیں؟ مزید یہ کہ رفقاء تنظیم کے 10 مطلوبہ اوصاف کا ہدف بھی ہمارے سامنے رہنا چاہیے۔ انھوں نے سابقہ امراء تنظیم اسلامی بانی محترم اور محترم جناب حافظ عاکف سعید کو شاندار انداز میں خراج تحسین پیش کیا۔ پروگرام کا اختتام امیر محترم کی دعا پر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص نیت کے ساتھ دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ امین! (مرتب: رفیق تنظیم)

امیر محترم کی حلقہ کراچی جنوبی کے رفقاء سے ملاقات

11 ستمبر 2020ء بروز جمعہ کو امیر محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب رفقاء تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی سے ملاقات کے لیے قرآن اکیڈمی ڈیفنس تشریف لائے۔ نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان جناب سید اظہر ریاض امیر محترم کے ہمراہ موجود رہے۔ بعد نماز

عشاء پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ میزبانی کے فرائض ناظم تربیت حلقہ کراچی جنوبی ڈاکٹر محمد الیاس نے ادا کیے۔ ناظم تربیت نے امیر محترم اور تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق قاری امداد اللہ عزیز نے حاصل کی۔ انہوں نے سورۃ الصّف کی آیات نمبر 8 تا 14 کی تلاوت فرمائی۔ بعدازاں نائب ناظم اعلیٰ نے تنظیم اسلامی میں امارت کی منتقلی کی مختصراً روداد اور امیر محترم کا اجمالی تعارف پیش کیا۔ انہوں نے کہا ہم سب کو چاہیے کہ ہم امیر محترم کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان ویقین کی بہترین صحت کے ساتھ رکھے اور اپنی ذمہ داری احسن انداز میں نبھانے کی توفیق نصیب فرمائے۔ حلقہ کراچی جنوبی کے امیر انجینئر نعمان اختر نے ابتداً امیر محترم کو تمام رفقاء کی طرف سے ہدیۂ تبریک پیش کیا اور اپنے حلقہ کا مختصر تعارف کراتے ہوئے حلقہ میں شامل علاقہ جات، تعداد رفقاء، حلقہ کی عاملہ، مقامی تناظیم کے امراء، اسرہ جات وحلقہ جات قرآنی کی کیفیات کو بیان کیا۔ بعدازاں تحریراً امیر محترم سے سوالات کیے گئے جن کے امیر محترم نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ سوال وجواب کی نشست کے بعد بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ بعداز بیعت امیر محترم نے رفقاء سے انتہائی موثر اور دل سوز تذکیری خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے بڑی حقیقت موت کی یاد اور اس کے لیے تیاری ہے۔ رفقاء کو تعلق مع اللہ، نظم کی پابندی، دعوت کا کام اور رفقاء تنظیم کے مطلوبہ اوصاف کی ادائیگی کے لیے اہداف بھی دیئے۔ امیر محترم کی دعا پر اس بابرکت محفل کا اختتام ہوا۔ تقریباً 400 رفقاء نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ اللہ رب العزت سب کی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے اور آخری سانس تک ہمیں دین سے مخلصانہ جڑے رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین! (مرتب: محمد سہیل راؤ)

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ کا دورہ حلقہ ملاکنڈ

13 ستمبر 2020ء کو حلقہ ملاکنڈ کے رفقاء کے لیے سہ ماہی دعوتی وتربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا۔ نئے امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کا یہ حلقہ کا پہلا دورہ تھا۔ لہٰذا اجتماع میں رفقاء کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ چترال سے باجوڑ تک دور دراز علاقوں سے رفقاء اپنی امیر کے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

صبح نو بجے اجتماع کا باقاعدہ آغاز شاہد لطیف کے درس قرآن ''حدود اللہ کی حفاظت'' سے ہوا۔ انہوں نے واضح کیا کہ حدود اللہ کے نفاذ کے لیے کوشش ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ حسین احمد نے ''بیعت کی فرضیت'' کے موضوع پر درس حدیث دیا اور مدلل انداز میں بیعت کی اہمیت، فرضیت اور برکات کو واضح کیا۔ بعد میں شوکت اللہ شاکر نے ''انفرادی دعوت'' کیا، کیوں اور کیسے؟ پر ایک مذاکرہ کنڈکٹ کرایا۔ کثیر تعداد میں رفقاء احباب موجود تھے۔ ساڑھے دس بجے چائے کے لیے وقفہ کیا گیا۔

امیر تنظیم اسلامی وقفے کے دوران اکثر رفقاء سے ملے اور ان کا تعارف حاصل کیا۔ بعد میں سوال وجواب کی نشست ہوئی اور امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے جوابات مدلل انداز میں دیئے۔ انہوں نے واضح کیا کہ تنظیم میں شمولیت کے لیے امیر پر اعتماد اور تنظیم کے بنیادی طریقہ کار اور فکر کے ساتھ متفق ہونا ضروری ہے۔ مبتدی اور ملتزم رفقاء نے امیر محترم سے بیعت مسنون بھی کیا۔

امیر محترم نے کہا کہ ہمیں اللہ کی رضا چاہیے اور اقامت دین کے لیے کوشش کرنا چاہیے۔ چونکہ اقامت دین جماعت کے بغیر ممکن نہیں اس لیے بانی تنظیم اسلامی نے اس مقصد کے قیام کے لیے تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی۔ ایک بندہ مومن کے لیے اصل کامیابی اُخروی نجات ہے۔ اس اُخروی نجات کے لیے ایک مسلمان کو ''فرائض دینی'' پر عمل کرنا چاہیے۔ تمام احباب ورفقاء نے انتہائی توجہ کے ساتھ امیر محترم کا بیان سنا۔ پروگرام کے بعد امراء کا امیر حلقہ کے ساتھ شوریٰ کا اجلاس ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس معمولی سعی کو توشۂ آخرت بنائے۔ آمین! (مرتب: ابوکلیم نبی محسن)

امیرِ تنظیم اسلامی کی حلقہ لاہور غربی کے رفقاء سے ملاقات

امیرِ تنظیمِ اسلامی پاکستان جناب شجاع الدین شیخ نے 03 اکتوبر بروز ہفتہ بعد نمازِ مغرب تا رات ساڑھے نو بجے تک جامع القرآن قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں رفقاء تنظیم اسلامی حلقہ لاہور غربی سے ملاقات کی۔

امیر حلقہ و نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان نے امیرِ محترم کا استقبال کیا۔ نماز مغرب رفقاء نے امیر محترم کی اقتداء میں ادا کی۔ بعد از نماز مغرب پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ امیر حلقہ لاہور غربی جناب عطاالرحمن عارف نے امیر تنظیم کو پروگرام میں آمد پر خوش آمدید کہا۔ اسٹیج پر امیر محترم کے ساتھ سابقہ امیر محترم حافظ عاکف سعید، نائب ناظم اعلیٰ شرقی پاکستان زون پرویز اقبال اور امیر حلقہ تشریف فرما تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن حکیم سے ہوا۔ حنین عاکف نے سورہ التوبہ کی آیت 110 اور 111 کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد نائب ناظم اعلیٰ نے افتتاحی کلمات ادا کرتے ہوئے امیر محترم کے شرقی زون کے حلقہ جات کے دوروں کی تفصیل بیان کی شرکاء مجلس کو پروگرام کی ترتیب سے آگاہ کیا اور ہدایات کے ساتھ تحریراً امیر تنظیم سے سوال کرنے کا موقع دیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے حلقہ کی جغرافیائی حد بندی بھی بیان فرمائی اور معاونینِ حلقہ اور مقامی امراء تناظیم کا امیر محترم سے تعارف کروایا اور سوال وجواب کی تمہید میں امیر محترم نے رفقاء کا ملاقات کے لیے آنے پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں ادا کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا نیز فرمایا کہ وہ آج اللہ کی توفیق سے پاکستان کے 20 حلقہ جات میں سے 11 ویں حلقہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ نماز عشاء سے پہلے سوالات کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ملتزم اور مبتدی رفقاء نے بالترتیب بیعت مسنونہ بھی کر لی۔ نماز عشاء کے بعد امیر محترم نے بغرض تفہیم بیعت کے الفاظ کا ترجمہ کیا اور ملتزم رفقاء کی بیعت کے الفاظ پر خصوصی زور دے کر روشنی ڈالی۔

امیرِ محترم نے اختتامی خطاب کرتے ہوئے سورہ آل عمران کی آیت 185 کی روشنی میں شرکاء کی تذکیر کی اور اس کے بعد کہا کہ سابقہ امیرِ تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب کی ایسے مواقع پر رفقاء تنظیم کے لیے تین نصیحتوں 1۔ تعلق مع اللہ 2۔ نظم جماعت کی پابندی اور 3۔ دعوت الی اللہ کے حوالے سے بہت خوبصورت انداز میں یاددہانی کرواتے تھے۔ انہوں نے رفقاء کے 10 مطلوبہ اوصاف کے بار بار مطالعے کی بھی تاکید کی۔ امیر محترم نے موجودہ حالات میں دعوت کے کام کو آگے بڑھانے کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات کا ذکر فرماتے ہوئے اللہ کی رضا اور اُخروی کامیابی کو ہدف بنانے کی ترغیب دلائی اور بانی تنظیم اور موجودہ سنیئر ذمہ دارانِ تنظیم کی عزیمت کو بطور نمونہ اپنے سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ امیرِ محترم کی گفتگو کے دوران جنت کے حصول کی ترغیب وتشویق کے موقع پر اجتماع کا رقت آمیز منظر قابلِ دید تھا۔ آخر میں اشکبار آنکھوں سے اجتماعی دعا پر پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ پروگرام کے اختتام پر رفقاء کے ساتھ امیر محترم نے بھی عشائیے میں شرکت فرمائی۔ (مرتب: وقاص احمد)

Social Engineering...

By: Sadiq Ur Rahman

Failures of the successive governments over the last seven decades are innumerable. To put it in one sentence it can be said; "the society is virtually at the brink of destruction". It is a total failure. It is reflected at every level of the society to which the usurpation and encroachment on women rights is no exception.

This larger section of the society is though most suffered but by borrowing foreign cultures and norms and applying it to solve their problem which further aggravates the already festered wound instead of curing it. Yes we have women under the clutches of a cruel system. They are denied their express rights including the right to inheritance, education and a lot more. Similarly they are subjected to torture and violence as well as they are put on rigorous labor with no or minimal wages. They are used as a commodity to settle disputes for which they themselves pay heavy price. The tradition of "Wani" "Karakori" and "Swara" are practices which have degraded their sanctity. These and numerous other evils have crept into the social order because of ours deviation from the golden principles on which our society was supposed to stand.

Now we come to the real issue of "Mera Jesm Meri Merzi" ("My Body My Property"). Like almost all other movements this movement too has foreign origin. The social order in the so called developed world eroded due to sexual liberalism. For them the whole human activity revolves around the sexual urge. This urge manifest itself at every stage of human life. This urge requires satisfaction. Satisfaction of this urge remains the prime objective of all human activity. It is for this reason that they invented different immoral and abominable ways to satisfy this super urge. Homosexual marriages and feminist movement are both forms of this deviant culture.

In order to launch it in the Muslim world they chose in 1994, Cairo, the Egyptian capital, as it was the bastion of culture of the Arab world. To promote this vulgarity then a year later Beijing conference was organized to encircle the Asian Muslim countries. In continuation of this process in 2000 under the umbrella of UN General Assembly Beijing plus five conference was held which in a resolution presented as its agenda the following points.

1. Homosexuality should be considered as a normal orientation; that it is not a crime.

2. Homosexual marriages be provided legal cover and this right should be acknowledged worldwide.

3. Women should have the right to deny household works or should demand wages for it.

4. Women must be paid by the husband for undergoing through pregnancy and birth pains.

5. If spouse insists on intercourse against his partner's will it should be considered marital rape.

partner's will it should be considered marital rape.

6. Prostitution should be acknowledged as a respectable occupation and that it should be termed sex work and not prostitution.

7. In inheritance and divorce both sex should have equal rights.

This is what they call "Social Engineering". This is the whole scheme which, under the garb of feminist movement, is promoted in order to destroy the social fabric of the Muslim society. Outright and blind rejection of the grievances of women would in itself be a great injustice. However, what is then the remedy to find solution to this threatening issue. Fortunately, we don't have to go through much struggle. We already have the solution. What we have to do is to put it into practice.

Islam has empowered women so much so that she gets the title of a 'queen'. She is a mother and under her feet lies paradise. She is a sister who is the most honored. She is a wife whose every pain is shared. She is a daughter who is the pride of his father.

Women, in Islam, are given every right. The right to expression, the right to inheritance, the right to education, the right, if need be, to do job and carry out her own business.

Islam alone is the solution to her problems. Yes she is left deprived because we do not practice Islam as a way of life. If we quit this rebellious path, we will find the solution not only to the problems of women but to all those problems which have damned us in the comity of nations.

<u>**Editor's Note**</u>**: Brother Sadiq Ur Rahman is a Rafiq of Tanzeem-e-Islami from Malakand. He writes articles on his personal blog.**

ضرورت رشتہ

☆ اسلام آباد میں رہائش پذیر رفیق تنظیم کو اپنی بہن، تعلیم ایم اے اسلامیات، عمر 26 سال، قد 4 فٹ 5 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0305-5317341

☆ اسلام آباد میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، تعلیم ماسٹر، عمر 33 سال، قد 5 فٹ 5 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل، برسر روزگار ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-5673404

☆ ہاشمی گھرانے کی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس (ایجوکیشن جاری) قد پانچ فٹ 2 انچ اور بیٹا، عمر 34 سال، عقدِ ثانی (پہلی بیوی کو بوجوہ طلاق، کوئی بچہ نہیں) تعلیم بی اے اکنامکس معہ کمپیوٹر ڈپلومہ، سعودیہ میں نیٹ ورک ڈیزائیز، قد 5 فٹ 7 انچ۔ دونوں کے لیے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0342-8629525

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم بی بی ایس، عمر 23 سال، کے لیے دینی مزاج کے حامل، اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور میں رہائشی قابل ترجیح۔

برائے رابطہ: 0304-4748102

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم بی اے، 3 سالہ ترجمہ وتفسیر القرآن کورس کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ فیصل آباد اور لاہور کے رہائشی قابل ترجیح۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-6667950

انا للہ وانا الیہ راجعون دعائے مغفرت

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، گوجر خان کے مبتدی رفیق محمود شاہ گیلانی وفات پا گئے

برائے تعزیت: 0334-4444508

☆ تنظیم اسلامی گل گشت ملتان کے بزرگ رفیق جناب حبیب اللہ وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-1585300

☆ مقامی تنظیم ہارون آباد غربی کے نقیب اسرہ امتیاز احمد کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0334-7008701

☆ واہ کینٹ کے ملتزم رفیق جناب خالد محمود کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-5386353

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلزار ہجری کے رفیق جناب رفعت اللہ خان کے سسر وفات پا گئے۔ برائے تعزیت: 0300-2403250

☆ حلقہ ملاکنڈ کے ناظم محترم احسان الودود کی خوش دامن وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ سرگودھا کے منفرد رفیق تنظیم محترم ساجد امیر کے چچا وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0342-9303998

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ

فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.36

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore